رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

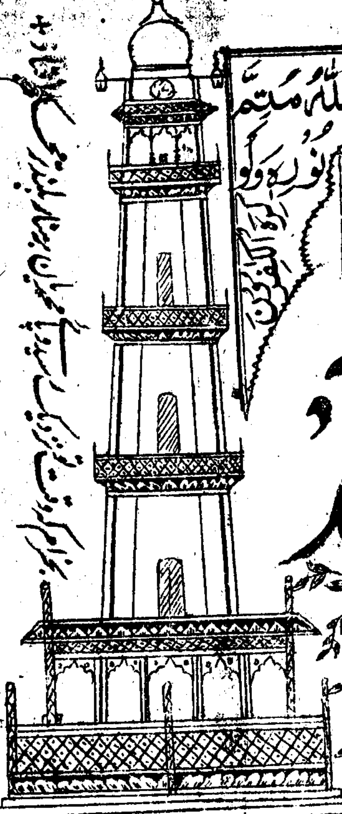
اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم باتو گر آں یار قادیاں بینی | دوا ہیں شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی



مسیح موعود کی صلحکاری ور امان کا لوا،

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے
کیا جاتا تھا خدا کی حکم کے ساتھ بند کیا گیا ہے اب اس کے بعد جو
شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے
وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے
جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا ہے
کہ مسیح موعود کی آنے پر تمام تلوار کے جہاد
ختم ہو جائیں گے سو اب میرے
ظہور کے بعد تلوار کا کوئی
جہاد نہیں ہے ہماری طرف سے
امان اور صلحکاری
کا سفید جھنڈا بلند
کیا گیا ہے

مسیح موعود کا اعلان

پیشگی قیمت سالانہ

عوام سے	صہ
خواص و معاونین سے	عہ
ہندوستان سے باہر	ے
غیر مذاہب والون سے	ے ۱۲/
اپنی جماعت کے غیر مستطیع و مسکین سے کم آمدنی والے لوگون سے	عہ ۱۲/

نمبر ۲۴ | دارالامان قادیان مورخہ ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۰۴ء | جلد ۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی

مخمس

(بر اشعار حضرت اقدس)

در مدح و ثنائے باریتعالیٰ

نور ہے پھیلا ہوا ہر اک طرف اس یار کا
ہے زمین سے آسمان تک جلوہ اس خسار کا
ہر طرف آئے نظر نظارہ اس دلدار کا
کسقدر ظاہر ہے نور اس مبدءِ الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

جب سے دیکھا ہم نے جلوہ اس رخ پُر نور کا
ہر شش میں اپنے کہیں پایا اور نہیں کچھ بھی ...
ہر طرف ... اسی کو ایسا دیوانہ ہوا
چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ تھا کچھ کچھ نشان اس میں جمال یار کا

جب سے اس مہوش کو دیکھا کچھ عقل و ہوش ہے
یا وہ الفت سے دل اپنا ہوا مدہوش ہے
ساقیٔ قدرت سے بس آواز نوشا نوش ہے
اس بہار حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا

ہے عجب نقشہ تیری صنعت کا پیاری ہر طرف
ہے عجب خاکہ تیری حکمت کا پیاری ہر طرف
ہے عجب جذبہ تیری الفت کا پیارے ہر طرف
ہے عجب جلوہ تیری قدرت کا پیارے ہر طرف
جسطرف دیکھیں وہی رہ ہے تیرے دیدار کا

آسمان میں ہر طرف جلوے تیری موجود ہیں
اور زمین میں بھی شعاعیں نور کی موجود ہیں
چاند میں آثار ہائے روشنی موجود ہیں
چشمۂ خورشید میں موجیں تیری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تیری چمکار کا

نور سے تیرے ہوئے موجود سب جن و ملک
ہے ہر اک موجود کو چمکا رہی تیری چمک
تب چمک اٹھیں یہ روحیں جب پڑی تیری جھلک
تو نے خود روحوں پہ چھڑکا ہاتھ سے اپنے نمک
اس سے ہے شور محبت عاشقان زار کا

تو نے ہر شے کو عطا خاصیتیں کیں خاص خاص
تو ہی خاص اوصاف سے روحوں کو بخشا اختصاص
...ہ تیرا قدرت کی پا سکتے نہیں غواص خاص
کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

تیری حکمت کی کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
تیری صنعت کی کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
تیری عظمت کی کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
تیری قدرت کی کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
اس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

سارے پہلوؤں میں نزاکت ہے تیرے اس حسن کی
گلرخوں میں سب صباحت ہے تیری اس حسن کی
سرو بستان میں رعونت ہے تیرے اس حسن کی
خوبرویان میں ملاحت ہے تیرے اس حسن کی
ہر گل و گلشن میں ہے رنگ اس تیرے گلزار کا

مہوشوں کی ہر جھپک میں خلق پالی ہے تجھے
دلرباؤں کی ادا ہر دم سنبھالی ہے تجھے
وہ خرام ناز محبوبان بتا لی ہے تجھے
چشم مست نازنین ہر دم دکھالی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

نظارہ رخ میں تیری سارے نجوم و آفتاب
ہے عجب بر سیر ترا چہرہ کی تیرے آب و تاب
روشنی رخ کی تیرے کون لا سکتا ہے تاب
آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ تھا قبلہ تیرا رخ کافر و دیندار کا

ماشقوں کیواسطے قامت ترا ہے رستخیز
گیسوئے پرشکن کا کھل جانا عجب کچھ فتنہ خیز
ہیں تیرے تیر مژہ مانند خنجر زخم ریز
ہیں تیری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
جن سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غم اغیار کا

ہجر میں تیرے ہماری جان آئی ناک میں
غم کا اک طوفان اٹھ آیا دل غمناک میں
بیکسی کا شور اپنے پڑ گیا افلاک میں
تیرے ملنے کیلئے ہم مل گئے ہیں خاک میں
تا مگر درمان ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا

تیرے بن آتا نہیں ہے چین مجھ کو دلبرا
رات کٹتی ہے مری اختر شماری میں سدا
رات بھاری دن پہاڑ آتا ہے اس بیمار کا
ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا
جان گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا

بیعت کا خط

بعالیخدمت جناب مسیح موعود علیہ السلام حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان۔

از خاکسار سیدہ بیگم بنت سکندر شاہ قوم کشمیری بٹ زوجہ حکیم شیخ نور محمد مالک کارخانہ ہمدم صحت لاہور۔ عرض ہے کہ حضور اقدس مجھے بھی میرے خاوند کیطرح اپنی بیعت میں قبول فرماویں اور خاکسار کے حق میں دعا کریں اور میرا نام بیعت کرنیوالوں میں شامل کریں اس کے عوض میرا خاوند میری طرف سے ایکروپیہ ماہوار چندہ پہلے چندہ سے زیادہ پیش کیا کریگا۔ مورخہ ۳ جولائی سنہ ۱۹۰۴ء

بقلم خود سیدہ بیگم (از لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

ایک واقعہ کا اظہار

برائے خدا اسے ضرور پڑھو

لاہور کے پیسہ اخبار میں مصالحت کے متعلق افواہاً ایک نوٹ چھپا تھا اور ایسا ہی جہلم وغیرہ میں بعض غلط واقعات مصالحت کے متعلق بیان کئے گئے ہیں اسلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان مقدمات میں مصالحت کے اصل واقعات کو شائع کر دیا جاوے ۔ ایڈیٹر

گورداسپور کی عدالت میں ایک مقدمہ مولوی کرم دین مستغیث کی طرف سے اس راقم پر دائر ہے اور ایک مقدمہ میرے ایک مرید یعنی شیخ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم کی طرف سے مولوی مذکور پر دائر ہے ۔ اصل اور جڑھ ان مقدمات کی یہ ہے کہ ماہ جولائی و اگست ۱۹۰۲ء میں کرم دین کی طرف سے خطوط میرے نام اور میرے مرید حکیم فضل دین کے نام پہنچے ۔ اور ان خطوط کے ذریعہ ہمیں اطلاع دی کہ جو کتاب پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے میری کتاب اعجاز المسیح کے رد میں لکھی ہے دراصل اس میں پیر مذکور نے سارقانہ کارروائی کی ہے ۔ اور ایک شخص مسمی محمد حسن فیضی متوفی کے نوٹوں کو چرا کر اپنی کتاب میں وہ نوٹ اپنے نام درج کر دیئے ہیں اس کے ثبوت میں مولوی کرم الدین نے وہ کارڈ بھی ہم کو بھیجا جو پیر مہر علی نے مولوی مذکور کے نام گولڑہ سے بھیجا تھا اور جس میں پیر مذکور نے محمد حسن کے نوٹوں کو اپنی کتاب میں درج کرنے کا اعتراف کیا۔

یہ خطوط مجھے اسی وقت ملے جبکہ میں کتاب نزول المسیح لکھ رہا تھا سو وہ خطوط میں نے کتاب نزول المسیح میں درج کئے ۔ ایسا ہی ایڈیٹر الحکم اخبار نے بھی اُن خطوط کی بنا پر ایک مضمون اپنے اخبار میں مع نقل خطوط درج کیا ۔ اخبار الحکم کے جواب میں ایک مضمون مولوی کرم الدین کے نام سے سراج الاخبار جہلم مورخہ ۶ راکتوبر ۱۹۰۲ء اور ایک قصیدہ مولوی مذکور کی طرف سے سراج الاخبار مورخہ ۱۳ راکتوبر ۱۹۰۲ء میں شائع کیا ۔ جن میں اُس نے یہ ظاہر کیا کہ خطوط جعلی اور جھوٹے ہیں ۔ اس میں یہ بھی لکھا کہ مرزا غلام احمد یعنی راقم کی ملہمیت کی آزمائش کے لئے میں نے اسے دھوکا دیا ۔ اور خلاف واقعہ خطوط لکھے اور لکھائے ۔ اور ایک خام نویس طفل کے ہاتھ سے نوٹ لکھا کر انکو محمد حسن فیضی کے نوٹ ظاہر کئے ۔ پھر اس دھوکے کے ذریعہ چند روپیہ بھی حاصل کئے ۔ اور راقم مضمون نے صرف اسی پر اکتفا نہ کیا ۔ بلکہ سراج الاخبار کے

ان مضامین میں میری نسبت سخت الزام لگائے اور یہ شائع کیا کہ گویا میں بحیثیت ایک مامور من اللہ اور مصلح ہونے کے ایک کام کر رہا ہوں ۔ یہ تمام کام میرا مکر و فریب ہے ۔ اور گویا میں اپنے دعوے میں کذاب اور مفتری ہوں ۔ پس چونکہ یہ تحریر اس کی میری ایک کثیر جماعت پر جو اب خدا تعالیٰ کے فضل سے دو لاکھ سے بھی زیادہ ہے بہت ہی بُرا اثر ڈالتی تھی ۔ اور پبلک کی نگاہ میں مجھے جعلساز اور فریبی اور قوم کو دھوکہ دینے والا اور سخت بدچلن قرار دیتی تھی ۔ اور اس بیجا حملہ سے ہزاروں آدمیوں کی روحانیت کا خون ہوتا تھا ۔ اس لئے میں نے اس خطرناک حملہ کا دفعیہ ضروری سمجھا ۔ سو اگرچہ شرعاً و قانوناً اس وقت میرا حق تھا کہ میں اپنی بریت ثابت کرانے کیلئے ازالہ حیثیت عرفی کا مدعی ہو کر عدالت کیطرف رجوع کرتا ۔ لیکن میں نے صبر کیا اور منتظر رہا کہ مولوی کرم الدین خود اس مضمون کی تردید کرے ۔ لیکن جب تین ماہ سے زیادہ گذر گئے اور اُس نے کوئی تردید نہ کی تو میں نے اس تہمت کو اپنے پر سے دور کرنے کیلئے اسقدر کافی سمجھا کہ اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں جو کرم دین کے مضامین سے تین ماہ بعد شائع ہوئی اسقدر اشارہ کر دوں کہ یہ شخص جو مجھ پر الزام لگانے والا ہے اور میری اہانت کرتا ہے خود ہی کذاب اور کمینہ اور بہتان کا مرتکب ہے یہ الفاظ دراصل دہی تھے جنکا مصداق وہ خود اپنے آپ کو سراج الاخبار میں کنایتاً و صراحتاً ظاہر کر چکا تھا ۔ اور مان چکا تھا کہ میں نے دھوکہ دیا دغا دیا خلاف واقعہ خطوط لکھائے جعلی خط بنوائے اور جھوٹ کی تعلیم دی وغیرہ وغیرہ ۔

مناسب تھا کہ یہ شخص خاموش رہتا مگر اس نے ایسا نہ کیا اور میرے پر ازالہ حیثیت عرفی کی نالش کر دی اگر مولوی کرم دین بجائے ان بیجا تہمتوں اور الزاموں کے جو اُس نے اپنے مضمون مندرجہ سراج الاخبار میں میرے پر لگائے اور خلاف واقعہ واقعات مجھ پر چسپاں کر کے مجھے جعلساز اور دھوکہ باز ٹھہرایا ۔ میرے پر تلوار چلا کر کوئی عضو میرا کاٹ دیتا تو مجھے اُس خدا کی قسم ہے جو میرے دل کو دیکھتا ہے کہ میں پھر بھی اسے معاف کر دیتا ۔ اور کسی کے کہنے کی مجھے حاجت نہ ہوتی کہ میں اُس سے صلح کر لوں اور اس کا گناہ بخشدوں ۔ لیکن اے ناظرین جو لوگ مصلح قوم بنکر خدا تعالیٰ کیطرف سے آتے ہیں وہی اُن مشکلات کو جانتے ہیں کہ ایسے بیجا الزام جو پبلک پر بُرا اثر ڈالنے والے ہیں وہ انکی نزدیک تصفیہ کے لائق ہوتے ہیں اور جبتک وہ الزام انکے سر پر سے پبلک کی نظر میں معدوم نہ ہو لیں تب تک وہ اسبات کو پسند نہیں کر سکتے کہ ایک گول مول مصالحت کر کے وہ داغ ہمیشہ کیلئے اپنے سر پر رکھیں ۔ یوسف جو ایک نبی تھا اُس پر ایک جھوٹا الزام اقدام زنا لگا کر اُس کو قید کیا گیا اور پھر مدت کے بعد معافی دیگئی تو اُس نے اس معافی کو قبول نہ کیا حالانکہ نائب السلطنت کا عہدہ بھی ملتا تھا ۔ بلکہ صاف کہا کہ جبتک نالش تہمت سے میری بریت نہ ہو میں زندان سے باہر قدم رکھنا نہیں چاہتا ۔ اسیطرح اگر ایک دنیادار پر بھی ایک جھوٹا الزام دغا یا خیانت مجرمانہ کا لگایا

جاوے تو گول مول مصالحت پر راضی نہیں ہوتا ۔ لیکن بعض خیر خواہان قوم نے اسبات پر زور دیا کہ فریقین میں مصالحت ہو جاوے ۔ یہانتک کہ اس ضلع اور قسمت کے بعض نیکدل اور دور اندیش اعلیٰ افسران و حکام نے بھی اپنی رضامندی اسپر ظاہر کی کہ میں اس مستغیث سے صلح کر لوں خود صاحب مجسٹریٹ نے جنکی عدالت میں یہ مقدمہ ہے اپنی شریفانہ عادت اور نیک نیتی سے صلح پر پسندیدگی ظاہر فرمائی اس موقعہ پر منشی غلام حیدر خان صاحب تحصیلدار پنڈ دادنخان نے بھی جو بطور شہادت اس مقدمہ میں تشریف لائے تھے مصالحت کی کوشش کی ۔

ان تمام بزرگوں کی ترغیب اور دلی خواہش نے مجھے اس غور و فکر میں ڈالا کہ اب صلح کیونکر ہو ۔ آخر میں نے یہ جواب دیا کہ اگر مستغیث یعنی مولوی کرم الدین خدا تعالیٰ سے ڈر کر عدالت میں یہ اقرار کر دے کہ خطوط محولہ مقدمہ اور مضمون سراج الاخبار مورخہ ۶ راکتوبر ۱۹۰۲ء و ۱۳ راکتوبر ۱۹۰۲ء اسکے ہیں اور ہماری جعلسازی نہیں تو پھر میں اس سے صلح کر لونگا کیونکہ پبلک کے سامنے میری بریت کیلئے یہ اقرار کافی ہوگا اور مجھ سے الزام جعلسازی کا دور ہو جاویگا ۔ لیکن مولوی کرم الدین نے اسبات کو نہ مانا ۔ پھر صلح کیلئے یہ دوسری تجویز سوچی گئی ۔ کہ مولوی کرم دین اور میری طرف سے دو بیان علیحدہ علیحدہ لکھے جاویں ۔ میری طرف سے یہ بیان ہو کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے الفاظ کذاب بہتان و لئیم مولوی کرم الدین کی متعلق یہ یقین کر کے لکھے ہیں کہ خطوط محولہ مقدمات اور مضامین مندرجہ سراج الاخبار ۶ و ۱۳ راکتوبر ۱۹۰۲ء مولوی کرم الدین کی ہیں ۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت ۔ اور اسیطرح کرم دین یہ تحریری بیان پیش کرے ۔ کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خطوط محولہ مقدمات جو میری طرف منسوب کئے گئے اور مضمون سراج الاخبار مندرجہ ۶ راکتوبر و ۱۳ راکتوبر ۱۹۰۲ء جو میرے نام پر اخبار میں شائع ہوئے میرے نہیں ہیں اور میں دعا کرتا ہوں کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہو ۔

یہ ہر دو مسودے منشی غلام حیدر خان صاحب نے اپنی قلم سے لکھے اور ان مسودوں کو جناب شیخ خدابخش صاحب ڈسٹرکٹ جج کے پاس میرے وکیل خواجہ کمال الدین صاحب ہمراہ لے گئے کیونکہ شیخ صاحب موصوف نے ہمدردی قوم کے لحاظ سے بہت سا اپنا قیمتی وقت اس مصالحت کی انجام دہی میں خرچ کیا اور کوشش بلیغ فرمائی ۔ مصالحت کرانیوالوں نے مسودہ مجوزہ کو پسند فرما کر کہا کہ یہ مسودہ اب کسیطرح قابل اعتراض نہیں البتہ اسمیں لفظ لعنت ثقیل ہے اسکو کسیطرح بدلدیا جاوے راقم نے اس پر رضامندی ظاہر کی اور بجائے لفظ لعنت کے مسودہ کی سطر حسب ذیل تجویز کر دی ۔ کہ میں اس معاملہ کو انصاف کیلئے خدا تعالیٰ کی عدالت میں سپرد کرتا ہوں لیکن جب یہ مسودہ مولوی کرم دین کے پاس پیش کیا گیا تو اُس نے منظور نہ کیا ۔ اور یہ عذر کیا میں قسم نہیں کھاتا حالانکہ عدالت میں بھی اُسکا بیان حلفیہ ہو چکا تھا اور جب اسکے حلفیہ بیان کی مصدقہ نقل دکھلا کر اسکو کہا گیا کہ تم جب عدالت رو برو رائے چندو لال صاحب مجسٹریٹ حلفیہ بیان باقرار صالح دیا کہ میں نے یہ خطوط لکھے ہیں اور نہ سراج الاخبار کے مضامین میرے بنائے ہوئے

نوٹ ۔ یاد رہے کہ کرم دین نے عدالت میں آکر اپنے حلفیہ بیان میں انکار کیا کہ نہ خطوط اُسکے بھیجے ہوئے ہیں اور نہ سراج الاخبار ۶ راکتوبر و ۱۳ راکتوبر ۱۹۰۲ء میں اُس نے وہ مضمون لکھے جو اسکے نام پر شائع ہوئے ۔

تو پھر وہی حلفیہ بیان اب بنا ہے ۔ اسپر مولوی موصوف نے کہا کہ وہ ایک مجبوری تھی اور الا بلا ضرورت اشد قسم کھانا جائز نہیں اسلئے میں قسم نہیں کھاتا ۔ آخر یہ تجویز ہوا کہ بجائے قسم کے اقرار صالح لکھا جاوے ۔ اس تجویز پر ذیل کا مسودہ تجویز کیا گیا کیونکہ پہلا بیان مولوی مذکور کا باقرار صالح تھا :۔

"میں اقرار صالح کر کے سچ سچ اپنے ایمان سے خدا تعالیٰ کے حضور میں بیان کرتا ہوں کہ خطوط محولہ مقدمہ جنکی بابت میں نے انکار کیا ہے اور مضمون سراج الاخبار ۶ راکتوبر اور ۱۳ راکتوبر ۱۹۰۲ء جس سے میں انکاری ہوں درحقیقت وہ خطوط اور وہ مضامین ہرگز ہرگز میرے نہیں ہیں اگر میں اپنے اس بیان میں جھوٹا ہوں تو انصاف کیلئے اپنے اس معاملہ کو خدا کی عدالت کے سپرد کرتا ہوں"۔ اس مسودہ پر بھی اعتراض مولوی مذکور نے کیا کہ الفاظ "خدا کے حضور میں" وغیرہ وغیرہ بھی قسم ہے صرف لفظ اقرار صالح رکھا جاوے اور معاملہ کی تصریح نہ کیجاوے ۔ آخرکار بہت بحث کے بعد جو آخیری مسودہ تھا ۲۲ ماہ جون پیش کیا گیا وہ حسب ذیل لکھا جاتا ہے :۔ "میں کرم دین باقرار صالح بیان کرتا ہوں کہ خطوط جو میرے نام سے میرزا غلام احمد صاحب اور حکیم فضل الدین کو بھیجے ہیں اور مضامین جو ۶ راکتوبر اور ۱۳ راکتوبر ۱۹۰۲ء کو میرے نام پر سراج الاخبار میں شائع ہوئے وہ میرے نہیں اور اگر میرا یہ بیان خلاف واقعہ ہے تو میں اپنی غرض انصاف اس معاملہ کو خدا تعالیٰ کی عدالت میں سپرد کرتا ہوں"۔ اسکے مقابل راقم نے مضمون ذیل منظور کیا :۔ "میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے جو الفاظ کرم دین کی متعلق کذاب ۔ بہتان ۔ و لئیم کے لکھے ہیں وہ یہ یقین کر کے لکھے ہیں کہ خطوط محولہ استغاثہ کا لکھنے والا اور اخبار سراج الاخبار مورخہ ۶ راکتوبر و ۱۳ راکتوبر ۱۹۰۲ء کا لکھنے والا مولوی کرم دین ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ جھوٹے پر لعنت ڈالے"۔ جب مسودے حسب اجازت صاحب مجسٹریٹ مولوی کرم الدین کو دکھلائے گئے تو اس نے کہا کہ الفاظ خطوط اور اخبار وغیرہ کا ذکر نہ کیا جاوے ۔ اور ایسا ہی خدا کی عدالت میں انصاف کیلئے سپرد کی بھی نکالدیجاوے اور کوئی تصریح نہ کیجاوے ۔ جسکی وجہ وہ یہ بتاتا تھا کہ میرے برخلاف پیشگوئیاں کیجاوینگی ۔ سو اسکے متعلق بھی شرط مان لی گئی تھی تا کہ مصالحت ہو جاوے ۔ لیکن وہ کسی پہلو پر نہ آیا ۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ مصالحت میں قطعی مایوسی ہو کر مقدمہ عدالت میں شروع ہو گیا ۔ مجھے اس اشتہار کو جسمیں صرف سادے اور سچے واقعات لکھے ہیں اشاعت کرنیکی یہ ضرورت پیدا ہوئی کہ تا اُن پاکدل اور نیک نیت عالی حکام کو ان واقعات سے اطلاع ہو جاوے جنہوں نے نہایت ہمدردی اور شفقت سے جو انکو میرے خاندان سے ہے مجھے اس وجہ کہلا بھیجا کہ میں مصالحت کر لوں ۔ نیز اُن پر روشن ہو جاوے کہ کون فریق ہم میں سے مصالحت سے کنارہ کش ہے مجھ پر الزام خطوط کی جعلسازی کا اور دیگر نا جائز الزامات سراج الاخبار میں لگائے گئے ہیں جسکے دفعیہ کیلئے میں کوئی چارہ جوئی عدالت میں نہیں کی بلکہ دفعیہ میں اسی بات پر اکتفا کیا کہ کتاب میں لکھ دیا کہ میری آبرو ریزی کرنیوالا مجھ پر بہتان باندھتا ہے اور میرا تو میں کنندہ کذاب ہے اور اسکے یہ فعل کمینوں کے ہیں جسپر میں عدالت میں کھینچا گیا ۔ میں حکام اور اپنے بزرگان قوم کی ہمدردی کی قدر کرکے یہی پسند کیا کہ ان الزامات جعلسازی وغیرہ کی بریت اگر عدالت سے نہ ہو سکے تو پھر خدا کی عدالت سے کرا لوں اور معاملہ کو طے کر دوں ۔ مالبتہ گول مول مصالحت پر میں راضی نہیں ہو سکتا ۔ اسلئے بذریعہ اشتہار ہذا میں پھر اپنی رضامندی ظاہر کرتا ہوں ۔ کہ اگر فریق ثانی مذکورہ بالا بیان عدالت میں دیکر تیار ہے تو بالمقابل میں ہر اُس قسم کا بیان دینے کو تیار ہوں کہ اُسدن ہر دو مقدمات داخل دفتر ہو سکتے ہیں میں نے اپنی بیان کو ارادتاً سخت تک سخت اپنے لئے تجویز کیا ہے ۔ یہ اشتہار اس لئے ہے شائع کیا گیا ہے کہ واقعات متعلقہ مصالحت جو ہوئے ہیں ان کے متعلق کوئی غلط بیانی نہ ہو ۔

المشتہر میرزا غلام احمد رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور ۔ ۲۴ جون ۱۹۰۳ء

مسیح موعود کی تعلیم

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

ان کے اندر دنیا پرستی کا جذام ہے جس نے ان کے تمام اندرونی اعضا کاٹ دیئے ہین پس تم اس جذام سے ڈرو۔ مین تمہین حد اعتدال تک رعایت اسباب سے منع نہین کرتا بلکہ اس سے منع کرتا ہون کہ تم غیر قومون کیطرح نرے اسباب کے بندے ہو جاؤ اور اس خدا کو فراموش کرو جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے اگر تمہین آنکھ ہو تو تمہین نظر آ جائے کہ خدا ہی خدا ہے اور سب ہیچ ہے تم نہ ہاتھ لمبا کر سکتے ہو اور نہ اکٹھا کر سکتے ہو مگر اس کے اذن سے۔ ایک مردہ اس پر ہنسی کریگا مگر کاش اگر وہ مرجاتا تو اس ہنسی سے اس کے لئے بہتر تھا۔ خبردار!!! تم غیر قومون کو دیکھ کر ان کی ریس مت کرو کہ انہون نے دنیا کے منصوبون مین بہت ترقی کر لی ہے آؤ ہم بھی انہین کے قدم پر چلین۔ سنو اور سمجھو کہ وہ اس خدا سے سخت بیگانہ اور غافل ہین جو تمہین اپنی طرف بلاتا ہے ان کا خدا کیا چیز ہے صرف ایک عاجز انسان اس لئے وہ غفلت مین چھوڑے گئے۔ مین تمہین دنیا کے کسب اور حرفت سے نہین روکتا مگر تم ان لوگون کے پیرو مت ہو جنہون نے سب کچھ دنیا کو ہی سمجھ رکھا ہے چاہئے کہ تمہارے ہر ایک کام مین خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے لیکن نہ صرف خشک ہونٹون سے بلکہ چاہئے کہ تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے ہی اترتی ہے تم راستباز اس وقت ہوگے جبکہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمین یہ مشکل پیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما تب روح القدس تمہاری مدد کریگی اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لئے کھولی جائیگی۔ اپنی جانون پر رحم کرو اور جو لوگ خدا سے بکلی علاقہ توڑ چکے ہین اور ہمہ تن اسباب پر گر گئے ہین یہانتک کہ طاقت مانگنے کیلئے وہ مونہہ سے انشاءاللہ بھی نہین نکالتے ان کے پیرو مت بنجاؤ۔ خدا تمہاری آنکھین کھولے تا تمہین معلوم ہو کہ تمہارا خدا تمہاری تمام تدابیر کا شہتیر ہے اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیان اپنی چھت پر قائم رہ سکتی ہین نہین بلکہ یکدفعہ گرینگی اور احتمال ہے کہ ان سے کئی خون بھی ہو جائین۔ اسیطرح تمہاری تدابیر بغیر خدا کی مدد کے قائم نہین رہ سکتین اگر تم اس سے مدد نہین مانگوگے اور اس سے طاقت مانگنا اپنا اصول نہین ٹھہراؤگے تو تمہین کوئی کامیابی حاصل نہین ہوگی۔ آخر بڑی حسرت سے مروگے یہ مت خیال کرو کہ پھر دوسری قومین کیونکر کامیاب ہو رہی ہین حالانکہ وہ اس خدا کو جانتے بھی نہین جو تمہارا کامل اور قادر خدا ہے اس کا جواب یہی ہے کہ وہ خدا کو چھوڑنے کی وجہ سے دنیا کی امتحان مین ڈالی گئی ہین خدا کا امتحان کبھی اس رنگ مین ہوتا ہے کہ جو شخص اسے چھوڑتا ہے اور دنیا کی مستیون اور لذتون سے دل لگاتا ہے اور دنیا کی دولتون کا خواہشمند ہوتا ہے تو دنیا کے دروازے اس پر کھولے جاتے ہین اور دین کے رو سے وہ نرا مفلس اور ننگا ہوتا ہے اور آخر دنیا کے خیالات مین ہی مرتا اور ابدی جہنم مین ڈالا جاتا ہے اور کبھی اس رنگ مین بھی امتحان ہوتا ہے کہ دنیا سے بھی نامراد رکھا جاتا ہے۔ مگر موخر الذکر امتحان ایسا خطرناک نہین جیسا کہ پہلا کیونکہ پہلا امتحان والا زیادہ مغرور ہوتا ہے بہرحال یہ دونون فریق مغضوب علیہم ہین۔ سچی خوشحالی کا سرچشمہ خدا ہے پس جبکہ اس حی و قیوم خدا سے یہ لوگ بیخبر ہین بلکہ لاپرواہ ہین اور اس سے مونہہ پھیرتے ہین تو سچی خوشحالی ان کو کہان نصیب ہو سکتی ہے مبارک ہے وہ انسان جو اس راز کو سمجھ لے اور ہلاک ہو گیا وہ شخص جس نے اس راز کو نہین سمجھا۔ اسیطرح تمہین چاہئے کہ اس دنیا کے فلاسفیون کی پیروی مت کرو اور ان کو عزت کی نگہ سے مت دیکھو کہ یہ سب نادانیان ہین سچا فلسفہ وہ ہے جو خدا نے تمہین اپنے کلام مین سکھایا ہے ہلاک ہو گئے وہ لوگ جو اس دنیوی فلسفہ کے عاشق ہین اور کامیاب ہین وہ لوگ جنہون نے سچے علم اور فلسفہ کو خدا کی کتاب مین ڈھونڈا۔ نادانی کی راہین کیون اختیار کرتے ہو کیا تم خدا کو وہ باتین سکھلاؤگے جو اسے معلوم نہین کیا تم اندھون کے پیچھے دوڑتے ہو کہ وہ تمہین راہ دکھلا دین۔ اے نادانو! وہ جو خود اندھا ہے وہ تمہین کیا راہ دکھلائیگا بلکہ سچا فلسفہ روح القدس سے حاصل ہوتا ہے جس کا تمہین وعدہ دیا گیا ہے۔ تم روح کے وسیلہ سے ان پاک علوم تک پہنچائے جاؤگے جن تک غیرون کی رسائی نہین اگر صدق سے مانگو تو آخر اسے پاؤگے۔ تب سمجھوگے کہ یہی علم ہے جو دل کو تازگی اور زندگی بخشتا ہے اور یقین کے مینار تک پہنچا دیتا ہے وہ جو خود مردار خوار ہے وہ کہان سے تمہارے لئے پاک غذا لائیگا وہ جو خود اندھا ہے وہ کیونکر تمہین دکھائیگا ہر ایک پاک حکمت آسمان سے آتی ہے پس تم زمینی لوگون سے کیا ڈھونڈتے ہو جن کی روحین آسمان کی طرف جاتی ہین وہی حکمت کے وارث ہین جن کو خود تسلی نہین وہ کیونکر تمہین تسلی دے سکتے ہین مگر پہلے دل کی پاکیزگی ضروری ہے پہلے صدق و صفا ضروری ہے بعد اس کے یہ سب کچھ تمہین ملیگا۔ یہ خیال مت کرو کہ خدا کی وحی آگے نہین بلکہ پیچھے رہ گئی ہے* اور روح القدس اب اتر نہین سکتا بلکہ پہلے زمانون مین ہی اتر چکا۔ اور مین تمہین سچ سچ کہتا ہون کہ ہر ایک دروازہ بند ہو جاتا ہے مگر روح القدس اترنے کا کبھی دروازہ بند نہین ہوتا۔ تم اپنے دلون کے دروازے کھول دو تا وہ ان مین داخل ہو۔ تم اس آفتاب سے خود اپنے تئین دور ڈالتے ہو جبکہ اس شعاع کے داخل ہونے کی کھڑکی کو بند کرتے ہو۔ اے نادان اٹھ اور اس کھڑکی کو کھول دے تب آفتاب خود بخود تیرے اندر داخل ہو جائیگا۔ جبکہ خدا نے دنیا کے فیضون کی راہین اس زمانہ مین تم پر بند نہین کین بلکہ زیادہ کین تو کیا تمہارا ظن ہے کہ آسمان کے فیوض کی راہین جنکی اسوقت تمہین بہت ضرورت تھی وہ تم پر اس نے بند کر دی ہین ہرگز نہین بلکہ بہت صفائی سے وہ دروازہ کھولا گیا ہے۔ اب جبکہ خدا نے اپنی تعلیم کے موافق جو سورۃ فاتحہ مین سکھلائی گئی گذشتہ تمام نعمتون کا تم پر دروازہ کھول دیا ہے تو تم کیون ان کے لینے سے انکار کرتے ہو۔ اس چشمہ کے پیاسے ہو کہ پانی خودبخود آ جائیگا۔ اس دودھ کیلئے تم بچہ کیطرح رونا شروع کرو کہ وہ دودھ پستان سے خود بخود اتر آئیگا۔ رحم کے لائق ہو تا تم پر رحم کیا جائے اضطراب دکھلاؤ تا تسلی پاؤ۔ بار بار چلاؤ تا ایک ہاتھ تمہین پکڑے کیا ہی دشوار گذار وہ راہ ہے جو خدا کی راہ ہے پر ان کیلئے آسان کیجاتی ہے جو مرنے کی نیت سے اس اتھاہ گڑھے مین پڑتے ہین وہ اپنے دلون مین فیصلہ کر لیتے ہین کہ ہمین آگ منظور ہے ہم اسمین اپنے محبوب کیلئے جا پڑین گے پھر وہ آگ مین اپنے تئین ڈال دیتے ہین پس کیا دیکھتے ہین کہ وہ بہشت ہے یہی ہے جو خدا نے فرمایا۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا

الخ یعنے اے بدکارو اور اے نیکو تم مین سے کوئی بھی نہین جو جہنم کی آگ پر گذر نہ کرے مگر وہ جو خدا کیلئے اس آگ مین پڑتے ہین وہ نجات دیئے جائینگے لیکن وہ جو اپنے نفس امارہ کیلئے آگ پر چلتا ہے وہ آگ اوسکو کھا جائیگی پس مبارک وہ جو خدا کیلئے اپنے نفس سے جنگ کرتے ہین اور بدبخت وہ جو اپنے نفس کیلئے خدا سے جنگ کر رہے ہین اور اس سے موافقت نہین کرتے جو شخص اپنے نفس کے لئے خدا کے حکم کو ٹالتا ہے وہ آسمان مین ہرگز داخل نہین ہوگا۔ سو تم کوشش کرو جو ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا بھی تم پر گواہی نہ دے تا تم اسی کیلئے پکڑے نہ جاؤ کیونکہ ایک ذرہ بدی کا بھی قابل پاداش ہے وقت تھوڑا ہے اور کار عمر ناپیدا تیز قدم اٹھاؤ جو شام نزدیک ہے جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھلو ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے اور زیانکاری کا موجب ہو یا سب گندی اور کھوٹی متاع ہو جو شاہی دربار مین پیش کرنے کے لائق نہو۔

مین نے سنا ہے کہ بعض تم سے حدیث کو بکلی نہین مانتے اگر وہ ایسا کرتے ہین تو سخت غلطی کرتے ہین مین نے یہ تعلیم نہین دی کہ ایسا کرو بلکہ میرا مذہب یہ ہے کہ تین چیزین ہین کہ جو تمہاری ہدایت کیلئے خدا نے تمہین دی ہین۔ سب سے اول قرآن ہے** جسمین خدا کی توحید اور جلال اور عظمت کا ذکر ہے اور جسمین ان اختلافات کا فیصلہ کیا گیا ہے جو یہود اور نصاری مین تھے۔ جیسا کہ یہ اختلاف اور غلطی کہ عیسے بن مریم صلیب کے ذریعہ قتل کیا گیا اور وہ لعنتی ہوا اور دوسرے نبیون کیطرح اس کا رفع نہین ہوا اسی طرح قرآن مین منع کیا گیا ہے کہ بجز خدا کے تم کسی چیز کی عبادت نہ کرو نہ انسان کی نہ حیوان کی نہ سورج کی نہ چاند کی اور نہ کسی اور ستارہ کی اور نہ اسباب کی اور نہ اپنے نفس کی۔ سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ مین تمہین سچ سچ کہتا ہون کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم مین سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہین قرآن نے کھولین اور باقی سب اسکے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ **اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰن** کہ تمام قسم کی بھلائیان قرآن مین ہین یہی بات سچ ہے افسوس ان لوگون پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہین تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن مین ہے کوئی بھی ایسی دینی ضرورت نہین جو قرآن مین نہین پائی جاتی تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہین جو بلاواسطہ قرآن تمہین ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہین عنایت کی مین تمہین سچ سچ کہتا ہون کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیون پر پڑھی جاتی تو وہ لوگ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہین دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیون کو دیجاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہین دی گئی۔

* قرآن شریف پر شریعت ختم ہو گئی مگر وحی ختم نہین ہوئی کیونکہ وہ سچے دین کی جان ہے جس دین مین وحی الہی کا سلسلہ جاری نہین وہ دین مردہ ہے اور خدا اس کے ساتھ نہین۔

** دوسرا ذریعہ ہدایت کا سنت ہے۔ یعنی وہ پاک نمونے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل اور عمل سے دکھلائے مثلاً نماز پڑھ کر دکھلائی کہ یون نماز چاہئے اور روزہ رکھکر دکھلایا کہ یون روزہ چاہئے اس کا نام سنت ہے یعنی روش نبوی جو خدا کے قول کو فعل کے رنگ مین دکھلاتی ہے سنت اسی کا نام ہے۔ تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے جو آپ کے بعد آپ کے اقوال جمع کئے گئے اور حدیث کا رتبہ قرآن اور سنت سے کمتر ہے کیونکہ اکثر حدیثین ظنی ہین لیکن اگر ساتھ سنت ہو تو وہ اسکو یقینی کر دیگی۔ منہ

٭حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تقریر کا خلاصہ

آپ نے جو مجھ سے آج تعلق بیعت کیا ہے تو میں چاہتا ہوں کہ کچھ بطور نصیحت چند الفاظ بیان کروں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ انسان کی زندگی کا کچھ اعتبار نہیں اگر کوئی شخص خدا پر ایمان رکھے اور پھر قرآن کریم پر غور کرے کہ خدا تعالیٰ نے کیا کچھ قرآن میں فرمایا ہے تو وہ شخص دیوانہ وار دنیا کو چھوڑ خدا کا ہو جاوے۔ یہ بالکل سچ کہا گیا ہے کہ دنیا روزے چند عاقبت با خداوند۔ آپ خدا کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص خدا کی طرف آنا چاہتا ہے اور فی الواقعہ اسکا دل ایسا نہیں کہ اس نے دین کو دنیا پر مقدم کیا ہو۔ تو وہ خدا کے نزدیک قابل سزا ٹھہرتا ہے۔ ہم اس دنیا میں دیکھتے ہیں کہ اس کے مقاصد حاصل کرنے کیلئے جبتک کافی حصہ اپنا ان کی طلب میں خرچ نہ کر دیں وہ مقاصد حاصل ہونے ناممکن ہیں۔ مثلاً اگر طبیب ایک دوائی اور اس کی ایک مقدار مقرر کر دے اور ایک بیمار وہ مقدار دوائی کی تو نہیں کھاتا بلکہ تھوڑا حصہ اس دوائی کا استعمال کرتا ہے تو اس کو کیا فائدہ اس سے ہوگا۔ ایک شخص پیاسا ہے تو ممکن نہیں کہ ایک قطرہ سے اس کی پیاس دور ہو سکے۔ اسیطرح جو شخص بھوکا ہے وہ ایک لقمہ سے سیر نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ یا اوس کے رسولؐ پر زبانی ایمان لے آنا یا ایک ظاہری رسم کے طور پر بیعت کر لینا بالکل بے سود ہے جبتک انسان پوری طاقت سے خدا تعالیٰ کی راہ میں نہ لگ جاوے۔ نفس کی خیر خواہی اسی میں ہے کہ انسان پورے طور پر وہ حصہ لے جو روحانی زندگی کیلئے ضروری ہے۔ صرف یہ خیال کریں مسلمان ہوں کافی نہیں۔ میں نصیحت کرتا ہوں کہ آپ نے جو تعلق مجھ سے پیدا کیا ہے خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈالے اسکو بڑھانے اور مضبوط کرنے کی فکر میں ہر وقت لگے رہیں۔ سمجھ لیں یاد رہے کہ صرف اقرار ہی کافی نہیں جبتک عمل رنگ سے اپنے آپ کو رنگین نہ کیا جاوے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون الخ

یعنی کیا انسانوں نے گمان کر لیا ہے کہ ہم صرف آمنا کہکر ہی چھٹکارا پا لینگے اور کیا وہ آزمائش میں ڈالے نہ جاوینگے سو اصل مطلب یہ ہے کہ یہ آزمائش اسی لئے ہے کہ خدا تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ آیا ایمان لانیوالے نے دین کو اپنی دنیا پر مقدم کیا ہے یا نہیں آجکل اس زمانہ میں جب لوگ خدا کی راہ کو اپنے معاملہ کے برخلاف پاتے ہیں یا بعض حکام سے اون کو کچھ خطرہ ہوتا ہے تو وہ خدا کے راہ کسی انکار کر بیٹھتے ہیں ایسے لوگ بے ایمان ہیں وہ نہیں جانتے کہ فی الواقعہ خدا ہی احکم الحاکمین ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ خدا کی راہ بہت دشوار گذار ہے اور یہ بالکل سچ ہے۔ کہ جبتک انسان خدا کی راہ میں اپنی کھال اپنے ہاتھ سے نہ اتار لے تب تک وہ خدا کی نگاہ میں مقبول نہیں ہوتا۔ ہمارے نزدیک بھی ایک بیوفا لوگ کسی قدر و منزلت کے قابل نہیں۔ جو لوگ کہ صدق و وفا نہیں دکھلاتا وہ قبولیت نہیں پاتا۔ اسیطرح جناب الٰہی میں وہ شخص پرلے درجہ کا بے ادب ہے جو چند روزہ دنیوی منافع پر نگاہ رکھکر خدا کو چھوڑتا ہے۔ بیعت سے مراد خدا تعالیٰ کو جان سپرد کرنا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ہم نے اپنی جان آج خدا کے ہاتھ بیچ دی۔ یہ بالکل غلط ہے کہ خدا کی راہ میں چلکر انجام کار کوئی شخص نقصان اٹھاوے صادق کبھی نقصان نہیں اٹھا سکتا۔ نقصان اسی کا ہے جو کاذب ہے جو دنیا کیلئے بیعت کو اور عہد کو جو اللہ تعالیٰ سے اس نے کیا ہے توڑ رہا ہے وہ شخص جو محض دنیا کے خوف سے ایسے امور کا مرتکب ہو رہا ہے یاد رکھے کہ بوقت موت کوئی حاکم یا بادشاہ اسے نہ چھوڑا سکیگا اس نے احکم الحاکمین کے پاس جانا ہے جو اس سے دریافت کریگا کہ تو نے میرا پاس کیوں نہیں کیا اس لئے ہر مومن کیلئے ضروری ہے کہ خدا جو مالک السموات والارض ہے اس پر ایمان لاوے اور سچی توبہ کرے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ امر کوئی بھی حاصل نہیں ہوتا ہے خدا ہی یہ امر دلمیں بٹھائے تو بیٹھ سکتا ہے سو اس کے لئے دعا رکار ہے۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدق سے قدم اٹھاتا ہے اس کو عظیم الشان طاقت اور خارق عادت قوت دیجاتی ہے مومن کے دل میں ایک جذب ہوتا ہے کہ جس قوت جاذبہ کے ذریعہ وہ دوسروں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے میں نہیں سمجھ سکتا۔ اگر تم میں جذب محبت خدا کی راہ میں کافی ہے۔ تو پھر کیوں لوگ تمہاری طرف نہ کھینچے آویں اور کیوں تم میں ایک مقناطیسی طاقت نہ ہو جاوے دیکھو قرآن میں سورۃ یوسف میں آیا ہے۔ "ولقد ھمت بہ وھم بھا لولا ان رّا برھان ربہ" یعنے جب زلیخا نے یوسف کا قصد کیا یوسف بھی زلیخا کا قصد کرتا اگر ہم حائل نہ ہوتے۔ اب ایک طرف تو یوسف جیسا معصوم نبی اور اس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ بھی زلیخا کی طرف مائل ہو ہی چلا تھا اگر ہم نہ روکتے۔ اسمیں ستر یہ ہے کہ انسان میں ایک کشش محبت ہوتی ہے زلیخا کی کشش محبت اس قدر غالب آئی تھی کہ اس کشش نے ایک متقی کو بھی اپنی طرف کھینچ لیا۔ سو جانئے سمجھ لو کہ ایک عورت میں جذب اور کشش اسقدر ہو کہ اس کا اثر ایک مضبوط دل پر ہو جاوے اور ایک شخص جو مومن ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس میں جذب محبت الٰہی اسقدر نہ ہو کہ لوگ اس کی طرف کھینچے چلے آویں۔ یہ عذر قابل پذیرائی نہیں کہ زبان تیز یا وعظ میں اثر نہیں۔ اصلی نقص قوت جاذبہ میں ہے جبتک وہ کامل نہیں تب تک زبانی خالی باتوں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور ہمارے مسائل سو وہ بھی بالکل صاف ہیں۔ مثلاً قرآن کی یہ آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم۔ اس میں ایک جواب سوال ہے خدا تعالیٰ مسیح علیہ السلام سے پوچھیگا کہ کیا تو نے لوگوں کو ایسی تعلیم دی تھی کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لینا تو وہ جواب میں عرض کریں گے کہ بار خدایا جبتک میں زندہ رہا اور ان میں رہا میں نے تو ان کو ایسی تعلیم نہیں دی۔ البتہ جب تو نے مجھکو مار دیا تو پھر تو ہی اون کا نگران حال تھا۔ مجھے کوئی علم نہیں کہ میرے پیچھے انہوں نے کیا کیا۔ یہ کیسی موٹی بات ہے کہ خود مسیح اپنی وفات کا اقرار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ عیسائی اگر بگڑے تو میری وفات کے بعد بگڑے۔ جبتک میں ان میں زندہ رہا تب تک وہ صحیح عقیدہ پر قائم تھے۔ اب اگر عیسائی بگڑ گئے ہیں تو بالضرور مسیح مر چکا اگر بیت مسیح بھی درست ہے۔ پھر مسیح کا یہ کہدینا کہ مجھے تو ان کے بگڑنیکا علم نہیں جیسے کہ اسی آیت سے پایا جاتا ہے کیا یہ جواب ان کا جھوٹا نہیں ہوگا۔ اگر ان کا دوبارہ دنیا میں آنا درست ہے۔ کیونکہ یہ سوال و جواب تو قیامت کو ہوگا۔ اور اگر انہوں نے دوبارہ دنیا میں آکر چالیس سال رہنا ہے۔ اور عیسائیوں اور کفار کو قتل کرکے اسلام کو پھیلانا ہے۔ تو بالضرور انہوں نے عیسائیوں کی بگڑی ہوئی حالت کو دیکھ لیا ہے اور اس بگڑی ہوئی حالت کو دیکھکر وہ دوبارہ اس دنیا سے تشریف لیجاوینگے تو پھر جناب مسیح کا یہ جواب دینا خدا کے حضور میں دروغ بیانی ہے کیا وہ احکم الحاکمین کو کہیگا کہ تو تو دوبارہ دنیا میں گیا اور تو نے دیکھ لیا کہ میری امت بگڑ چکی تھی۔ ایک مجازی حاکم کے آگے غلط بیانی دروغ حلفی کے جرم کا خطرناک ارتکاب ہے چہ جائیکہ ایک عالم الغیب حاکم کی جناب میں ایسی دروغ بیانی کیجاوے۔ تو گویا اس آیت نے بڑی صفائی کے ساتھ ایک طرف مسیح کی وفات کو ثابت کر دیا اور دوسری طرف ان کے دوبارہ دنیا میں تشریف لانیکا بطلان کر دیا اس کے مقابل جب ہم حدیثوں پر غور کرتے ہیں تو وہاں سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ حضرت رسالتمآب نے فرمایا

اور یہ متفق علیہ حدیث ہے کہ میں نے جناب مسیح کو حضرت یحییٰ کے ساتھ دیکھا۔ حضرت یحییٰ کا مر جانا اور ان کا اس جماعت میں داخل ہونا جن کی قبض روح ہو چکی ہے ثابت شدہ امر ہے اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مسیح مع بلا قبض روح و انتقال کرنے کے ایک ایسے شخص کا جلیس ہو جو دنیا سے مر چکا ہے اب ایک طرف قول خدا اور دوسری طرف رویت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وفات مسیح اور ان کا دوبارہ دنیا میں واپس نہ آنا قطعی ثابت ہو گیا۔ اب بھی یہ لوگ اگر عقیدہ حیات مسیح سے باز نہ آویں تو یہی سمجھا جاویگا کہ سچی ہدایت اور سعادت صرف خدا کیطرف سے ہے ان کے حال پر تو یہ سعدی کا یہ قول صادق آتا ہے ؎

آنکس کہ بقرآن و خبر زو نرہی
اینست جوابش کہ جوابش نہ دہی

رہا یہ کہ آنیوالا کون ہے اس کا فیصلہ بھی قرآن و حدیث نے کر دیا ہے۔ سورہ نور نے صاف طور پر بیان کیا ہے کہ رسول اکرمؐ کے خلفاء اس امت میں سے ہوں گے۔ بخاری اور مسلم کا بھی یہی مذہب ہے کہ آنیوالا مسیح اسی امت میں سے ہوگا۔ اب ایک طرف قرآن و حدیث بنی اسرائیل مسیح کی موت اور اس کے دوبارہ نہ آنے کو بیان کرتے ہیں۔ دوسری طرف بھی قرآن و حدیث آنیوالے مسیح کو اسی امت میں سے ٹھہراتے ہیں تو پھر اب انتظار کس بات کا ہے۔ اب علامات کو بھی دیکھ لیا جاوے صدی کے سر پر مجدد کا آنا سب نے تسلیم کیا ہے اور یہ بھی مانا ہے کہ مسیح ہی بطور مجدد صدی کے سر پر آویگا صدی میں سے بائیس سال گذر گئے اور اس وقت تک مجدد نظر نہیں آیا آخر اس صدی کے سر پر جس مجدد نے آنا تھا وہ کہاں ہے۔ مہدی کا نشان کسوف و خسوف تھا جو رمضان میں ہونا تھا۔ اس کسوف و خسوف پر بھی آٹھ سال گذر گئے مہدی نہ آیا اگر یہ کہا جاوے کہ نشان تو ہو گیا لیکن صاحب نشان بعد میں آویگا تو یہ عقیدہ بڑا فاسد ہے اور قسم کے فسادات کی بنا ہے اگر ایک زمانہ کے بعد اکٹھے بیس انسان مہدیت کے مدعی ہو جاویں تو پھر ان میں کون فیصلہ کریگا۔ ضروری ہے صاحب نشان نشان کے ساتھ ہو۔ یہ لوگ ممبر و منبر پر چڑھکر صدی کے سرے کو اور کسوف و خسوف کو یاد کیا کرتے اور روتے تھے۔ لیکن جب وہ وقت آیا تو یہی لوگ دشمن بنگئے۔ حدیث کے مطابق تمام نشان واقعہ ہو گئے لیکن یہ لوگ اپنی ضد کو باز نہیں آتے۔ کسوف خسوف کا عظیم الشان نشان ظاہر ہو گیا لیکن خدا کی اس نشان کی قدر نہ کیگئی۔ اسیطرح کل انبیاء کی کتب سابقہ اور قرآن و حدیث میں ایکسا در بلا کیطرف اشارہ تھا جو کسوف و خسوف کا

٭ یہ تقریر حضرت اقدسؑ نے بمقام گورداسپور ۱۲ مئی سنہ ۱۹۰۴ء کو بعد از نماز عصر کی تھی تحریک کا باعث جناب حیدر آباد دکن کے شیخ جنہوں نے اسدن حضور علیہ السلام سے شرف بیعت حاصل کیا تھا۔

آسمانی نشان کے بعد آنیوالی تھی اور وہ طاعون ہے جو وہ بھی مسیح کے زمانہ سے وابستہ تھی یہ ایک خطرناک مصیبت ہے جسکی طرف ہر ایک اولوالعزم نبی نے بالتصریح یا بالاجمال اشارہ کیا ہے طاعون آگئی۔ لاکھوں انسان تباہ ہوگئے اور نہ معلوم کب تک اسکی تباہی چلتی رہیگی۔ لیکن جس موعود کے زمانہ کی شناخت کا یہ نشان ہے اسی کو اب تک ان لوگوں نے نہ پہچانا۔ اسیطرح زمین اور آسمان نے شہادت دی۔ لیکن ان شہادتوں کو ردی سمجھا گیا۔ خدا غیور ہے اور وہ اپنی غیرت دکھلائیگا ایک مجازی حاکم عدول حکمی پسند نہیں کرتا تو وہ احکم الحاکمین غیور خدا کب اس عدول حکمی کو بلا سزا چھوڑیگا۔ اور نشان اس زمانہ کا وہ نئی سواری تھی جس نے اونٹوں کو بیکار کر دینا تھا قرآن کی

واذا العشار عطلت (جب اونٹنیاں بیکار ہو جاوینگی) کہ اس زمانہ کا پتہ تبلایا حدیث نے مسیح کے نشان میں یوں کہا۔

لیترکن القلاص فلا یسعی علیہا

پھر یہ نشان کیا پورا نہوا حتے کہ اس سرزمین میں بھی جہاں آج تک اونٹنی کی سواری ہی اور بغیر اونٹوں کے گذارہ نہ تھا۔ وہاں بھی اس سواری کا انتظام ہوگیا اور چند سالوں میں اونٹوں کی سواری کا نام و نشان نہیں ملیگا۔ اونٹنیاں بیکار ہوگئیں۔ مقرر کردہ نشان پورے ہوگئے۔ لیکن جس کا یہ نشان تھا۔ وہ پہچانا نہ گیا کیا یہ امور بھی میرے اختیار میں تھے کہ ایک طرف تو میں دعوی کروں۔ اور دوسری طرف یہ نشان پورے ہوتے جاویں۔ کیا آسمانی نظام پر بھی میرا دخل ہے جو کسوف و خسوف موعود کو پیدا کر لیتا۔ یا میرے ہاتھ میں کوئی ایسے مواد میں تھے کہ زمین پر موعود طاعون پیدا ہوگئی یا حج کا رکنا جو یہ بھی مسیح کا نشان تھا۔ کیا یہ بھی میرے اشارہ سے ہوا۔ اسیطرح بیسیوں نشان زمانہ مسیح کے ساتھ وابستہ ہے وہ سب پورے ہوگئے۔ خدا تعالیٰ نے کونسی حجت کو ان پر پورا نہیں کیا لیکن ان کا انکار ابھی اسیطرح ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ زمانہ میں دہریت پھیلی ہوئی ہے جو خفیہ خفیہ سب دلوں پر اثر کر رہی ہے خشیت الٰہی دن بدن مفقود ..... ہو رہی ہے۔ کان رکھتے ہیں پر سن نہیں سکتے۔ آنکھیں رکھتے ہیں پر نہیں دیکھتے دل رکھتے ہیں پر نہیں سمجھتے یہی وجہ ہے کہ انکار ہے۔ ورنہ معاملہ تو بہت ہی صاف تھا۔ میری باتوں کو دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کسقدر اتمام حجت کیگئی ہے اب ان کے پاس کوئی جواب نہیں خدا نے قوی دلائل سے ان کا رگ و ریشہ کاٹ دیا ہے لیکن یہ نہیں دیکھتے۔

ایک مامور کی شناخت کے تین طریق ہیں نقل عقل۔ تائیدات سماوی۔ اب دیکھنا چاہئے کہ یہ تینوں امور اس سلسلہ کے موید ہیں۔ دانیال اور دیگر انبیاء نے تو اس کے آنیکا زمانہ مقرر کر دیا ہے حتی کہ صدی اور سال بھی مقرر کر دیا ہے۔ تمام عیسائیوں میں ایک قسم کی گھبراہٹ پیدا ہوئی ہے کیونکہ کتب سابقہ کے مطابق مسیح کی آمد کا وقت آچکا ہے اور مسیح ابھی تک آیا نہیں۔ اس لئے بعض علماء اخیر مجبور ہو کر اس طرف گئے ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی سے مراد کلیسیا کی ترقی ہے جو ہو چکی ہے۔ اسیطرح ہماری کتب کے مطابق بھی بعثت مسیح کا یہی زمانہ ہے حجج الکرامہ والے نے لکھا ہے کہ کل اہل کشوف اسیطرف گئے ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی کیلئے چودہویں صدی مقرر ہے شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی اسی زمانہ کیلئے سراج الدین کہا ہے غرضیکہ ہر ایک بزرگ نے جو زمانہ مقرر کیا ہے وہ چودہویں صدی سے آگے نہیں گیا اگرچہ ان میں کچھ اختلاف ہے۔ چودھویں صدی میں لطیف اشارہ اس طرف تھا کہ دین اسلام چودہویں رات کے چاند کی طرح اس زمانہ میں چمک اٹھیگا جسطرح چاند کا کمال چودہویں رات کو ہوتا ہے اسیطرح اسلام کا کمال بھی دنیا میں چودہویں صدی میں ظاہر ہوگا۔ تیرہویں صدی کی تاریکی ان لوگوں میں ضرب المثل ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس صدی سے جانوروں نے بھی نجات مانگی تھی۔ یہ لوگ چودہویں صدی کے لئے منتظر تھے۔ لیکن جب صدی آگئی تو اپنی بدبختی کے باعث انکار کر گئے اسی طرح قرآن میں ذکر ہے۔

ولما جاءهم كتاب من عند الله مصدق لما معهم وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به۔

اہل کتاب منتظر تھے کہ پیغمبر کے آنے پر وہ اس کے ساتھ ملکر کفار سے جنگ کرینگے۔ لیکن جب پیغمبر آیا تو انکار پر آمادہ ہوگئے۔

عقل کے نزدیک بھی زمانہ مسیح کا یہی معلوم ہوتا ہے اسلام اسقدر کمزور ہو گیا ہے کہ ایک وقت ایک شخص کے مرتد ہو جانے پر اسلام میں شور پڑ جاتا تھا۔ لیکن اب لاکھوں مرتد ہو کر [illegible] مخالفت اسلام میں کتب تصنیف ہو رہی ہیں اسلام کی ہتک کیواسطے طرح طرح کی تجاویز ہو رہی ہیں عقل پسند نہیں کرتی کہ جس خدا نے انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون کا وعدہ دیا ہے وہ اس وقت اسلام کی حفاظت نہ کرے اور خاموش رہے یہ زمانہ کس قسم کی مصیبت کا اسلام پر ہے کہ شرفاء کی اولاد دشمن اسلام ہو کر عیسائی بن جاتی ہے اور کھلے طور پر رسول اکرم کی توہین ہو رہی ہے ہر ایک قسم کی گالی اور سب و شتم میں ان کو یاد کیا جاتا ہے۔ ان تمام امور کو بہیئت مجموعی اگر دیکھا جاوے تو عقل کہتی ہے کہ یہی وقت خدا کی تائید کا ہے اور میں تم کو سچ کہتا ہوں کہ اگر یہ سلسلہ قائم نہ ہوتا۔ تو اسلام برباد ہو چکا تھا۔ سو خدا کا وجود کا یہ بھی ایک نشان ہے کہ عین ضرورت کے وقت خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا اور عین مصیبت کے وقت اسلام کو سنبھالا۔

تائیدات سماوی بھی اگر دیکھی جاویں تو یہاں بھی ایک بڑا ذخیرہ ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہزارہا نشان میرے ہاتھ پر ظاہر کئے اگر میں ان تمام نشانوں کو جمع کروں جو ہر روز میں اور میرے ساتھ رہنے والے دیکھتے ہیں تو ان کی تعداد لاکھ کے قریب ہو جاتی ہے قطع نظر اس کے صرف براہین احمدیہ کے بعض الہامات کو دیکھا جاوے جو پچیس برس ہوئے کہ یہ کتاب تصنیف ہوئی جو اس وقت مکہ مدینہ مصر بخارا۔ لندن اور ایسا ہی ہندوستان کے ہر ایک حصہ میں پہنچ گئی۔ کئی ایک پادریوں اور دیگر مخالفین اسلام کے گھروں میں پہنچ گئی اب اس کتاب میں مثلاً لکھا ہے کہ خدا کی طرف سے مجھے ارشاد ہے کہ اس وقت تو اکیلا ہے اور تیرے ساتھ کوئی نہیں لیکن ایک وقت آویگا کہ لوگ تیرے پاس دور دور سے آوینگے (یاتون من کل فج عمیق) تو لوگوں میں پہچانا جاویگا اور تیری شہرت کیجاویگی تیری امداد اور تائید کو دور دور سے لوگ آوینگے۔ پھر لکھا کہ لوگ کثرت سے آوینگے۔ اور تو ان سے نرمی اور اخلاق سے پیش آنا۔ ان کی ملاقات سے مت گھبرانا (ولا تصعر لخلق الله ولا تسئم من الناس) پھر آخر کار فرمایا اذا جاء نصر الله والفتح۔ وانتهى امر الزمان الينا۔ اليس هذا بالحق یعنے جب خدا کی فتح اور نصرت آویگی۔ اور زمانہ کا امر ہماری طرف منتہی ہوگا تو اس وقت کہا جاویگا کہ کیا یہ سلسلہ حق نہیں۔ اب لاہور اور امرتسر کے لوگ اور ایسا ہی پنجاب کے اکثر لوگ اس بات سے واقف ہیں کہ براہین کی اشاعت کیوقت مجھے کوئی جانتا نہیں تھا یہاں تک کہ قادیان میں بھی بہت کم لوگ ہونگے جو مجھے پہچانتے ہوں گے پھر یہ امور کس طرح پورے ہو رہے ہیں۔ اگرچہ یہ پیشگوئیاں بدرجہ اتم ابھی پوری نہیں ہوئیں لیکن جسقدر ان الہامات کا ظہور ہو رہا ہے وہ طالب حق کیلئے کافی ہے۔ اب کیا یہ میری بناوٹ ہے کیا ایک انسان آج سے پچیس سال پہلے آجکل کے واقعات کا نقشہ کھینچ سکتا ہے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ ہزارہا مخلوق کا مرجع ہوگا خصوصاً جبکہ ایک مدت تک ان امور کا ظہور نہ ہوا جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ امور کسی فراست کا نتیجہ نہیں ہو سکتے ان امور کو دیکھ کر میں کہہ سکتا ہوں کہ جسقدر نشانات خدا تعالیٰ نے میری تائید میں ظاہر کئے وہ اپنی تعداد اور شوکت میں ایسے ہیں کہ بجز حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کل انبیاء و مرسلین سے ایسے ثابت نہیں ہوئے لیکن اس میں میرا کیا فخر ہے۔ یہ سب کچھ تو اس پاک نبی کی فضیلت ہے جسکی امت میں ہونیکا مجھے فخر حاصل ہے پھر میں کہتا ہوں کہ آج کل کے پیرزادہ وارث اور سجادہ نشینوں کو آزما لو۔ کسی پادری یا کسی مذہب کے سرگروہ کو میرے مقابل میں لاؤ خدا تعالیٰ کے نشان نمائی میں بالضرور اس کو میرے مقابل شرمندہ اور ذلیل کریگا۔ یہاں تو نشانوں کا دریا بہ رہا ہے۔ میرے دوست اس الہام سے خوب واقف ہیں جو دس بارہ سال ہوئے خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا۔ انی مهين من اراد اهانتك وانی معين من اراد اعانتك۔ اس ایک الہام کو کسقدر مختلف مواقع اور محل پر میرے دوستوں نے پورا ہوتے دیکھا۔ کس طرح لوگوں نے میری اہانت اور تذلیل کیلئے بڑے اشتہار دئے اور کسطرح وہ خود ہی ذلیل اور خوار ہوگئے اسکی ایک مثال نہیں بلکہ کئی ایک مثالیں ہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ ان نشانات کو دیکھکر بھی لوگ ابھی گمراہ ہیں سو بات یہ ہے کہ دنیا میں ہمیشہ سے دو گروہ چلے آئے ہیں ایک سعید دوسرا شقی۔ ابوجہل نے ہزاروں نشان دیکھے لیکن وہ کافر ہی رہا۔ سو اس صورت میں مومن کیلئے ضرور ہے کہ وہ دعا میں لگا رہے آپ نے جو آج مجھ سے بیعت کی ہے یہ تخم ریزی کی طرح ہے چاہئے کہ آپ مجھ سے اکثر ملاقات کریں اور اس تعلق کو مضبوط کریں جو آج قائم ہوا ہے۔ جس شاخ کا تعلق درخت سے نہیں رہتا وہ آخر کار خشک ہو کر گر جاتی ہے جو شخص زندہ ایمان رکھتا ہے وہ دنیا کی پروا نہیں رکھتا دنیا ہر طرح ملجاتی ہے۔ دنیا پر دین کو مقدم رکھنے والا ہی مبارک ہے لیکن جو دنیا کو دین پر مقدم رکھتا ہے وہ ایک مردار کیطرح ہے جو کبھی بھی نصرت کا منہ نہیں دیکھتا۔ یہ بیعت اس وقت کام آسکتی ہے جب دین کو مقدم کر لیا جاوے۔ اور اس میں ترقی کرنیکی کوشش ہو۔ بیعت ایک بیج ہے جو آج بو یا گیا۔ اب اگر کوئی کسان صرف زمین میں تخم ریزی پر ہی قناعت کرے اور پھل حاصل کرنے کے جو جو فرائض ہیں ان میں سے کوئی ادا نہ کرے نہ زمین کو درست کرے اور نہ آبیاری کرے اور نہ موقعہ بے موقعہ مناسب کھاد زمین میں ڈالے نہ کافی حفاظت کرے تو کیا وہ کسان کسی پھل کی امید کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اس کا کھیت بالضرور تباہ اور خراب ہوگا۔ کھیت اسی کا رہیگا۔ جو پورا زمیندارہ کریگا۔ سو ایسا ہی تخم ریزی آپ نے بھی آج کی ہے۔ خدا جانتا ہے کہ کس کے مقدر میں کیا ہے لیکن خوش قسمت وہ ہے جو اس تخم کو محفوظ رکھے اور اپنے طور پر ترقی کے لئے دعا کرتا رہے۔

خدا نمازوں میں ایک قسم کی تبدیلی ہونی چاہئے۔ میں دیکھتا ہوں کہ آجکل لوگ جسطرح نماز پڑھتے ہیں وہ محض ٹکریں مارنا ہے ان کی نماز میں اسقدر بھی رقت اور لذت نہیں ہوتی جسقدر نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا میں ظاہر کرتے ہیں۔ کاش یہ لوگ اپنی دعائیں نماز میں ہی کرتے شاید ان کی نمازوں میں حضور اور لذت پیدا ہو جاتا اصل میں حکماً آپ کو کہتا ہوں کہ سردست آپ بالکل نماز کے بعد دعا نہ کریں اور وہ لذت اور حضور جو دعا کیلئے رکھا ہے دعا انکو نمازوں میں کر کے پیدا کریں۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ نماز کے بعد دعا کرنی منع ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ جبتک نماز میں کافی لذت و حضور پیدا نہ ہو نماز کے بعد دعا کرنے میں نماز کی لذت کو مت گنواؤ۔ ہاں جب یہ حضور پیدا ہو جاوے تو کوئی حرج نہیں سو بہتر ہے نمازوں میں دعائیں اپنی زبان میں مانگو جو طبعی جوش کسی کی مادری زبان میں ہوتا ہے وہ ہرگز غیر زبان میں پیدا نہیں ہو سکتا سو نمازوں میں قرآن اور ماثورہ دعاؤں کے بعد اپنی ضرورتوں کو بے تکلف دعا اپنی زبان میں خدا تعالے کے آگے پیش کرو تاکہ آہستہ آہستہ تمکو حلاوت پیدا ہو جاوے سب سے عمدہ دعا یہ ہے کہ خدا کی رضامندی اور گناہوں سے نجات حاصل ہو کیونکہ گناہوں ہی سے دل سخت ہو جاتا اور انسان دنیا کا کیڑا بنجاتا ہے۔ ہماری دعا یہ ہونی چاہئے کہ خدا تعالیٰ ہم سے گناہوں کو جو دل کو سخت کر دیتے ہیں دور کر دے اور اپنی رضامندی کی راہ دکھلائے۔ دنیا میں مومن کی مثال اس سوار کی ہے کہ جو جنگل میں جا رہا ہے اور راہ میں بسبب گرمی اور تکان سفر کے ایک درخت کے نیچے ستانے کیلئے ٹھہر جاتا ہے لیکن ابھی گھوڑے پر سوار ہے اور گھوڑے پر ہی کچھ آرام لیکر آگے اپنے سفر کو جاری رکھتا ہے لیکن جو شخص اس جنگل میں گھر بنا لے وہ ضرور درندوں کا شکار ہوگا۔ مومن دنیا کو گھر نہیں بناتا اور جو ایسا نہیں خدا اسکی پرواہ نہیں کرتا۔ نہ خدا کے نزدیک دنیا کو گھر بنانیوالے کی عزت ہے۔ خدا مومن کی عزت کرتا ہے حدیث میں آیا ہے کہ مومن نوافل کے ساتھ خدا کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔ نوافل سے مراد یہ ہے کہ خدمت مقرر کردہ میں زیادتی کیجاوے۔ ہر ایک خیر کے کام میں دنیا کا بندہ تھوڑا سا کر کے سست ہو جاتا ہے لیکن مومن زیادتی کرتا ہے نوافل صرف نماز سے ہی مختص نہیں بلکہ ہر ایک حسنات میں زیادتی کرنا نوافل ادا کرنا ہے۔ مومن محض خدا کی خوشنودی کیلئے ان نوافل کی فکر میں لگا رہتا ہے اس کے دل میں ایک درد ہے جو اسے بے چین کرتا ہے اور وہ دن بدن نوافل و حسنات میں ترقی کرتا جاتا ہے اور بالمقابل خدا بھی اس کے قریب ہوتا جاتا ہے حتی کہ مومن اپنی ذات کو فنا کر کے خدا کے سایہ تلے آ جاتا ہے۔ اسکی آنکھ خدا کی آنکھ اس کے کان خدا کے کان ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ کسی معاملہ میں خدا کی مخالفت نہیں کرتا۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اسکی زبان خدا کی زبان اور اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہو جاتا ہے پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے کسی بات میں اسقدر تردد نہیں ہوتا جسقدر مومن کی جان نکالنے میں تردد ہوتا ہے۔ یوں تو خدا کی ذات سب ترددات سے پاک ہے لیکن یہ فقرہ جو فرمایا تو مومن کے اکرام کیلئے فرمایا۔ اب دوسرے لوگ کیڑے مکوڑوں کیطرح مر جاتے ہیں لیکن مومن کا معاملہ دگرگوں ہے مجھے یہ سمجھ آتی ہے کہ جو صلحاء اور انبیاء کی زندگی آتی ہے وہ طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا رہتی ہے اور بعض وقت ان کو خوفناک امراض لاحق ہو جاتے ہیں جیسے کہ ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت تھی یہ اس تردد کا اظہار ہے جس کا اوپر ذکر ہوا ہے گویا اللہ تعالے اس سے معاملہ ایسا کرتا ہے جیسا کہ ایک انسان تردد کی حالت میں کرتا ہے۔ اور خوفناک بیماریوں سے اسے نجات دیکر ظاہر کر دیتا ہے کہ [illegible] معمولی انسانوں کیطرح ضایع نہیں کرتا۔ قرآن اور حدیث سے ثابت ہے کہ مومن کی ہر ایک چیز بابرکت ہو جاتی ہے جہاں وہ بیٹھتا ہے وہ جگہ دوسروں کیلئے موجب برکت ہوتی ہے اس کا پس خوردہ اوروں کیلئے شفا ہے حدیث میں آیا ہے کہ ایک گنہگار خدا تعالیٰ کے سامنے لایا جاویگا خدا تعالیٰ اس سے پوچھیگا کہ تو نے کوئی نیک کام کیا۔ وہ کہیگا کہ نہیں۔ پھر خدا تعالیٰ اس کو کہیگا کہ فلاں مومن کو تو ملا وہ کہیگا۔ خداوندا میں ارادتاً تو کبھی نہیں ملا وہ خود ہی ایکدن مجھ کو راستہ میں ملگیا۔ خدا تعالیٰ اسے بخشدیگا پھر ایک اور موقعہ پر حدیث میں آیا ہے کہ خدا تعالے فرشتوں سے دریافت کریگا کہ میرا ذکر کہاں پر ہو رہا ہے وہ کہینگے کہ ایک جگہ مومن [illegible] تھا جہاں دنیا کے ذکر [illegible] البتہ ذکر الٰہی [illegible] دنیا پرست شخص [illegible] خدا تعالیٰ فرمائیگا کہ [illegible] اس دنیا دار کو [illegible] بخشدیا۔

انهم قوم لا يشقى جليسهم

بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ جہاں ایک مومن امام ہو اس کے مقتدی بھی [illegible] وہ سجدہ سے سر اٹھا ویں کہ بخشدیئے جاتے ہیں۔

مومن وہ ہے کہ جس کے دل میں محبت الٰہی نے عشق کے رنگ میں جڑ پکڑ لی ہو اس نے فیصلہ کر لیا ہو کہ وہ ہر ایک تکلیف اور ذلت میں بھی خدا کا ساتھ نہ چھوڑیگا اب جس نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کب کسی کا کانشنس کہتا ہے کہ وہ ضایع ہوگا۔ کیا کوئی رسول ضایع ہوا۔ دنیا ناخنوں تک انکو ضایع کرنے کی کوشش کرتی ہے لیکن وہ ضایع نہیں ہوتے جو خدا کیلئے ذلیل ہو وہی انجام کار عزت و جلال کا تخت نشین ہوا۔ ایک ابوبکر ہی کو دیکھو۔ جس نے سب سے پہلے ذلت قبول کی اور سب سے پہلے تخت نشین ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ پہلے کچھ نہ کچھ دکھ اٹھانا پڑتا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

ع

عشق اول سرکش و خونی بود
تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

عشق الٰہی بیشک اول سرکش و خونی ہوتا ہے تاکہ نااہل دور ہو جاوے۔ عاشقان خدا تکالیف میں ڈالے جاتے ہیں قسم قسم کے مالی اور جسمانی مصائب اٹھاتے ہیں اور اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ ان کے دل پہچانے جاویں خدا تعالیٰ نے یہ امر مقرر کر دیا ہے کہ جبتک کوئی پہلے دوزخ پر راضی نہ ہو جاوے بہشت میں نہیں جاتا بہشت دیکھنا اسی کو نصیب ہوتا ہے جو پہلے دوزخ دیکھنے کو تیار ہوتا ہے دوزخ سے مراد آئندہ دوزخ نہیں بلکہ اس دنیا میں مصائب شدائد کا نظارہ مراد ہے اسیطرح ایک حدیث میں آیا ہے کہ کافر کیلئے دوزخ بہشت کے رنگ میں اور مومن کیلئے بہشت دوزخ کے رنگ میں متمثل کیا جاتا ہے کافر جو دنیا کا طالب ہے دنیا میں منہمک ہو کر سگ دنیا ہو جاتا ہے۔ مومن ایک عاشق ہے جو دنیا کو طلاق دیکر ہر ایک تکلیف سہنے کو تیار ہوتا ہے۔ اور فی الواقعہ یہ عشق ہی ہے جو اسے ہر قسم کی تکالیف سہنے کیلئے آمادہ کر دیتا ہے مومن کا رنگ عاشق کا ہوتا ہے اور وہ اپنے عشق میں صادق ہوتا ہے۔ اور اپنے معشوق یعنی خدا کیلئے کامل اخلاص اور محبت اور جان فدا کرنیوالا جوش اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور تضرع اور ابتہال اور ثابت قدمی سے اس کے حضور میں قائم ہوتا ہے دنیا کی کوئی لذت انکو [illegible] نہیں ہوتی۔ اس کی روح اسی عشق میں پرورش پاتی ہے معشوق کیطرف سے استغنا دیکھکر وہ گھبراتا نہیں۔ اس طرف سے خاموشی اور بے التفاتی بھی معلوم کر کے وہ کبھی [illegible] نہیں [illegible] ہمیشہ قدم آگے ہی رکھتا ہے۔ اور درد دل زیادہ سے زیادہ پیدا کرتا جاتا ہے۔ ان دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے کہ مومن عاشق کیطرف سے محبت الٰہی میں پورا استغراق ہو۔ عشق کمال سے محبت میں سچا جوش اور عہد عشق میں ثابت قدمی ایسی کوہ شکوہ کے بہری ہو کہ جس کو کوئی صدمہ جنبش میں لا نہ سکے اور معشوق کی طرف سے کبھی بے پرواہی اور خاموشی ہو۔ درد دو قسم کا موجود ہو۔ ایک تو وہ جو اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد ہو۔ دوسرا وہ جو کسی کی مصیبت پر دل میں درد اٹھے اور خیر خواہی کیلئے اضطراب پیدا ہو اور اسکی اعانت کیلئے بے چینی پیدا ہو۔ خدا تعالیٰ کی محبت کیلئے جو اخلاص اور درد ہوتا ہے اور ثابت قدمی اس کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے وہ انسان کو بشریت سے الگ کر کے الوہیت کے سایہ میں لا ڈالتا ہے جب تک اس حد تک درد اور عشق نہ پہونچ جاوے کہ جسمیں غیر اللہ سے محویت حاصل ہو جاوے اس وقت تک انسان خطرات میں پڑا رہتا ہے۔ ان خطرات کا استیصال بغیر اس امر کے مشکل ہوتا ہے کہ انسان غیر اللہ سے بکلی منقطع ہو کر اسی کا ہو جاوے اور اسکی رضا میں داخل ہونا بھی محال ہوتا ہے اور اسکی مخلوق کیلئے ایسا درد ہونا چاہئے جسطرح ایک نہایت ہی مہربان والدہ اپنے نالائق پیارے بچے کیلئے دل میں سچا جوش محبت رکھتی ہے۔ خدا تعالیٰ ایک تعلق چاہتا ہے اور اس کے حضور میں دعا کرنیکیلئے تعلق کی ضرورت ہے بغیر تعلق کے دعا نہیں ہو سکتی پہلے بزرگوں کی بھی اسی قسم کی باتیں چلی آئی ہیں کہ جن سے دعا کرنیوالوں کو دعا کرانے سے پہلے تعلق ثابت کرنے کی تاکید کی۔ خواہ نخواہ بازار میں چلتے ہوئے کسی بے تعلق کو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ تو میرا دوست ہے اور نہ ہی اس کیلئے درد دل ہی ہوتا ہے اور نہ ہی جوش دعا پیدا ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ سے تعلق اسطرح نہیں ہو سکتا کہ انسان غفلت کاریوں میں مبتلا بھی رہے اور صرف منہ سے دم بھرتا رہے کہ میں نے خدا سے تعلق پیدا کر لیا ہے۔ اکیلا بیعت کا اقرار اور سلسلہ میں نام لکھا لینا ہی خدا سے تعلق پر کوئی دلیل نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق کیلئے ایک محویت کی ضرورت ہے۔ ہم بار بار اپنی جماعت کو اس بات پر قائم ہونیکو کہتے ہیں کیونکہ جبتک دنیا کیطرف سے انقطاع اور اس کی محبت دلوں سے ٹھنڈی ہو کر اللہ تعالیٰ کیلئے فطرتوں میں طبعی جوش اور محویت پیدا نہیں ہوتی۔ اس وقت تک ثبات میسر نہیں آ سکتا۔ بعض صوفیوں نے لکھا ہے کہ صحابہ جب نمازیں پڑھا کرتے تھے تو انہیں ایسی محویت ہوتی تھی کہ جب فارغ ہوتے تو ایک دوسرے کو پہچان بھی نہ سکتے تھے جب انسان کسی اور جگہ سے آتا ہے تو شریعت نے حکم دیا ہے کہ وہ آکر السلام علیکم کہے۔ نماز سے فارغ ہوتے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے کی حقیقت یہی ہے کہ جب ایک شخص نے نماز کا عقد باندھا اور اللہ اکبر کہا تو وہ گویا اس عالم سے نکل گیا اور ایک نئے جہان میں جا داخل ہوا گویا ایک مقام محویت میں جا پہونچا ہے جب وہاں سے واپس آیا تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہکر آن ملا۔ لیکن صرف ظاہری صورت کافی نہیں ہو سکتی جبتک دل میں اس کا اثر نہ ہو۔ چھلکوں سے کیا ملتا ہے آ سکتا ہے محض صورت کا ہونا کافی نہیں۔ حال ہونا چاہئے علت غائی حال ہی ہے مطلق قال اور صورت جس کے ساتھ حال نہیں ہوتا وہ تو الٹی ہلاکت کی راہیں ہیں۔ انسان جب حال پیدا کر لیتا ہے اور اپنے حقیقی خالق و مالک سے ایسی سچی محبت اور اخلاص پیدا کر لیتا ہے کہ بے اختیار اس کیطرف پرواز کرنے لگتا ہے اور ایک حقیقی محویت کا عالم طاری ہو جاتا ہے تو اس وقت اس کیفیت سے وہ گویا سلطان بن جاتا ہے اور ذرہ ذرہ اس کا خادم بنجاتا ہے۔

مجھے تو اللہ تعالیٰ کی محبت نے ایسی محویت دی تھی کہ تمام دنیا سے الگ ہو بیٹھا تھا تمام چیزیں سوائے اس کے مجھے ہرگز بھاتی نہ تھیں میں ہرگز ہرگز حجرہ سے باہر قدم رکھنا نہیں چاہتا تھا۔

مین نے ایک لمحہ کیلئے بہی شہرت کو پسند نہین کیا مین بالکل تنہائی مین تہا اور تنہائی ہی مجہکو بہاتی تہی۔ شہرت اور جماعت سے سخت نفرت کرتا تہا۔ دیکہتا تہا اس کو خدا ہی جانتا ہے مین تو طبعاً گمنامی کو چاہتا تہا اور یہی میری آرزو تہی۔ خدا نے مجہپر جبر کرکے اس سے مجہے باہر نکالا۔ میری ہرگز مرضی نہ تہی۔ مگر اس نے میری خلاف مرضی کیا۔ کیونکہ وہ ایک کام لینا چاہتا تہا۔ اس کام کیلئے اس نے مجہے پسند کیا اور اپنے فضل سے مجہکو اس عہدہ جلیلہ پر مامور فرمایا۔ یہ اسی کا اپنا انتخاب اور کام ہے میرا اسمین کچہہ دخل نہیں۔ مین تو دیکہتا ہون کہ میری طبیعت اسطرح واقعہ ہوئی ہے کہ شہرت اور جماعت سے کوسون بہاگتی ہے اور مجہے سمجہہ نہین آتا کہ لوگ کسطرح شہرت کی آرزو رکہتے ہین۔ میری طبیعت اور طرف جاتی تہی لیکن خدا مجہے اور طرف لیجاتا تہا مین نے بار بار دعائین کین کہ مجہے گوشہ مین ہی رہنے دیا جائے مجہے میری خلوت کے حجرہ مین چہوڑ دیا جائے لیکن بار بار یہی حکم ہوا کہ اس سے نکلو اور دین کا کام جو اس وقت سخت مصیبت کی حالت مین تہا اسکو سنوارو۔ انبیاء کی طبیعت اسی طرح واقعہ ہوتی ہے کہ وہ شہرت کی خواہش نہین کیا کرتے کسی نبی نے شہرت کی کبہی خواہش نہین کی۔ ہمارے نبی صلعم بہی خلوت اور تنہائی کو ہی پسند کرتے تہے آپ عبادت کرنیکیلئے لوگون سے دور تنہائی کی غار مین جو غار حرا تہی چلے جاتے تہے۔ یہ غار اسقدر خوفناک تہی کہ کوئی انسان اس مین جانے کی جرأت نہ کرسکتا تہا۔ لیکن آپ نے اسکو اسلئے پسند کیا ہوا تہا کہ وہان کوئی ڈر کے مارے بہی نہین پہنچیگا آپ بالکل تنہائی کو چاہتے تہے شہرت کو ہرگز پسند نہین کرتے تہے مگر خدا کا حکم ہوا

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ۔ اس حکم مین ایک جبر معلوم ہوتا ہے اور اسی لئے جبر سے حکم دیا گیا کہ آپ تنہائی کو جو آپ کو بہت پسند تہی اب چہوڑ دین۔ بعض لوگ بیوقوفی اور حماقت سے یہی خیال کرتے ہین کہ گویا مین شہرت پسند ہون۔ مین بار بار کہہ چکا ہون کہ مین ہرگز شہرت پسند نہین خدا نے جبر سے مجہکو مامور کیا ہے اور وہی گواہ ہے کہ مین شہرت پسند نہین ہون۔ مین تو دنیا سے ہزارون کوسون بہاگتا تہا حاسد لوگون کی نظر چونکہ زمین اور اس کی اشیاء تک نظر محدود ہوتی ہے اور وہ دنیا کے کیڑے اور شہرت پسند ہوتے ہین انکو اس گوشہ گزینی اور بے تعلقی کی کیفیت ہی معلوم نہین ہوسکتی ہم تو دنیا کو نہین چاہتے اگر وہ چاہین اور اسپر قدرت رکہتے ہین تو سب دنیا لیجائین۔ ہمین انسے کوئی گلہ نہین۔ ہمارا ایمان تو ہمارے دل مین ہے نہ دنیا کے ساتہ

ہماری خلوت کی ایک ساعت ایسی ہے کہ ساری دنیا اس ایک ساعت پر قربان کرنا چاہئے اس طبیعت اور کیفیت کو سوائے خدا کے کوئی نہین جانتا گرہم نے خدا کے امر پر جان و مال و آبرو قربان کردیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کے دل مین تجلی کرتا ہے تو پہر وہ پوشیدہ نہین رہتا۔ عاشق اپنے عشق کو خواہ کسیقدر پوشیدہ کرے مگر بہید پانیوالے اور تاڑنیوالے قرائن اور آثار اور حالات سے پہچان ہی جاتے ہین۔ عاشق پر وحشت کیحالت نازل ہوجاتی ہے اور اس کے سارے وجود پر چہا جاتی ہے۔ الغرض اس قسم کے خیالات اور حالات اس سے ظاہر ہوجاتے ہین کہ وہ اگر ہزارون پردون مین چہپے اور اپنے آپ کو چہپائے مگر چہپا نہین رہتا سچ کہا ہے ؎ عشق و مشک را نتوان نہفتن۔

جن لوگون کو محبت الٰہی ہوتی ہے وہ اس محبت کو چہپاتے ہین جس سے انکے دل لبریز ہوتے ہین بلکہ اس کے افشا پر وہ شرمندہ ہوتے ہین کیونکہ محبت اور عشق ایک راز ہے جو خدا اور اس کے بندہ کے درمیان ہوتا ہے اور ہمیشہ راز کا فاش ہونا شرمندگی کا موجب ہوتا ہے کوئی رسول نہین آیا جس کا خدا سے راز نہین ہوتا۔ اسی راز کو چہپانیکی خواہش انکے اندر ہوتی ہے۔ مگر معشوق خود اسکو فاش کرنے پر جبر کرتا ہے۔ اور جس بات کو وہ نہین چاہتے وہی ان کو ملتی ہے۔ جو چاہتے ہین انکو ملتا نہین اور جو نہین چاہتے ان کو جبراً ملتا ہے۔

جبتک انسان ادنیٰ حالت مین ہوتا ہے اس کے خیالات بہی ادنیٰ ہی ہوتے ہین اور جسقدر معرفت مین گہرا ہوتا ہے اسی قدر محبت مین ترقی ہوتی ہے معرفت سے حسن ظن پیدا ہوتا ہے۔ ہر شخص مین محبت اپنے ظن کی نسبت سے ہوتی ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ سے یہی تعلیم ملتی ہے صادق عاشق جو ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ پر حسن ظن رکہتا ہے کہ وہ اسکو کبہی نہین چہوڑیگا۔ خدا تو وفاداری کو پسند کرتا ہے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ انسان صدق دکہلاوے اور اس پر ظن نیک رکہے تا وہ بہی وفا دکہلاوے مگر یہ لوگ کب اس حقیقت کو سمجہہ سکتے ہین۔ یہ تو اپنی ہوا و ہوس کے بتون کے آگے جہکے رہتے ہین۔ اور انکی نظر دنیا تک ہی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کو کریم و رحیم نہین سمجہتے اس کے وعدون پر ذرہ ایمان نہین رکہتے اگر اللہ تعالیٰ کے وعدون پر ایمان رکہتے کہ وہ کریم و رحیم ہے تو ابہی ان پر رحمت اور وفا کے ثبوت نازل کرتا ؎

گر وزیر از خدا بترسیدے
ہمچنان کز ملک ملک بودے

شر بدظنی سے پیدا ہوتا ہے۔ قرآن شریف کے اول سے آخر تک پڑہنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ سے بدظنی مت کرو۔ اللہ کا ساتہہ نہ چہوڑو۔ اسی کو مدد مانگو۔ اللہ تعالیٰ ہر میدان مین مومن کی مدد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میدان مین مین تیرے ساتہہ ہون۔ وہ اس کے لئے ایک فرقان پیدا کردیتا ہے جو اس کو وعدون پر بہروسہ نہین کرتا وہ بدظنی کرتا ہے جو شخص خدا سے نیک ظن کرتا ہے وہ اسکی طرف رجوع کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے بدظنی کرتا ہے وہ مجبور ہوتا ہے کہ اپنے لئے کوئی دوسرا معبود بنائے اور شرک مین مبتلا ہوجاتا ہے جب انسان اس بات کو سمجہتا ہے کہ خدا کریم و رحیم ہے اور اس بات پر ایمان صدق دل سے لاتا ہے کہ اس کے وعدے ٹلتے نہین تو وہ اسپر جان فدا کرتا ہے اور در پردہ وہ خدا سے عشق رکہتا ہے۔ ایسا انسان خدا کا چہرہ اسی دنیا مین دیکہہ لیتا ہے۔ طرح طرح سے اس کی مدد کرتا ہے اور اپنے انعامات اس پر نازل کرتا ہے اور اس کو تسلی بخشتا ہے اور محبت اور وفا کا چہرہ دکہاتا ہے۔ لیکن بیوفا غدار ہمیشہ محروم رہتا ہے۔

متعلق اشتہار

٭ فٹ نوٹ

(بقیہ صفحہ ۲)

یہ امر بالکل غلط ہے کہ اسلام مین قسم کہانا منع ہے تمام نیک انسان مسلمانون مین سے ضرورتون کے وقت قسم کہاتے آئے ہین۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بہی ضرورتون کے وقت قسم کہائی۔ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی بارہا قسمین کہائین خود خدا تعالیٰ نے قرآن مین قسمین کہائین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت مین مجرمون کو قسمین دلائی گئین۔ قسمون کا قرآن شریف مین صریح ذکر ہے۔ شریعت اسلام مین جب کسی اور ثبوت کا دروازہ بند ہو یا بعید ہو تو قسم پر مدار رکہا جاتا ہے اور صحیح البخاری جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب ہے اسمین لکہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مخاطب کرکے قسم کہا کر فرمایا کہ مسیح موعود جو آنیوالا ہے جو تمہارا امام ہوگا وہ تم مین سے ہی ہوگا یعنی اسی امت مین سے ہوگا آسمان سے نہین آئیگا۔ پہر صحیح بخاری جلد نمبر ۴ صفحہ ۱۰۶ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قسمون کا ایک باب باندہا ہے۔ اس باب مین بہت سی قسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لکہی ہین جو دس سے کم نہین۔ ایسا ہی صحیح نسائی جلد ثانی صفحہ ۱۴۳ کتاب الایمان والنذور مین صفحہ ۱۳۹ ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قسمون کا ذکر ہے۔ قرآن شریف مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَيَسْتَنْبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ یعنے تجہسے پوچہتے ہین کہ کیا یہ حق ہے کہ مجہے خدا کی قسم ہے کہ یہ حق ہے۔ ایسا ہی قرآن شریف مین یہ آیت ہے وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ۔ یعنی جب تم قسم کہاؤ تو جہوٹ اور بدعہدی اور بدنیتی سے اپنی قسم کو بچاؤ۔ ایسا ہی قرآن شریف مین یہ آیت ہے کہ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ یعنے شخص ملزم چار قسمین خدا کی کہائے کہ وہ سچا ہے اور پانچوین قسم مین یہ کہے کہ اسپر خدا کی لعنت ہو اگر وہ جہوٹا ہے۔ اب دیکہو کہ اس جگہ نہ ایک قسم بلکہ ملزم کو پانچ قسمین دیجاتی ہین ہان قرآن شریف سے ریہہ لغو یا جہوٹی قسمین کہانا منع ہے کیونکہ وہ خدا سے ٹہٹہا ہے اور گستاخی ہے اور ایسی قسمین کہانا بہی منع ہے کیونکہ وہ خدا سے ٹہٹہا ہے اور گستاخی ہے اور ایسی قسمین کہانا بہی منع ہے جو نیک کامون سے محروم کیا ہو جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کہائی تہی کہ مین آئندہ مسطح صحابی کو صدقہ خیرات نہین دونگا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ أَنْ تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا۔ یعنے ایسی قسمین مت کہاؤ جو نیک کامون سے باز رکہین۔ یہ وہ آیت ہے جو مولوی کرم دین نے پڑہ کر کہا کہ قسم کہانا درست نہین۔ تفسیر مفتی ابو السعود حنفی روم مین زیر آیت وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ لکہا ہے کہ عرضہ اسکو کہتے ہین کہ جو چیز ایک بات کے کرنے سے حاجز اور مانع ہوجائے اور لکہا ہے کہ یہ آیت ابوبکر صدیق کے حق مین ہے جبکہ انہون نے قسم کہائی تہی کہ مسطح کو جو صحابی ہے بباعث شراکت اسکی حدیث افک مین کچہہ خیرات نہین دونگا پس خدا تعالیٰ اس آیت مین فرماتا ہے کہ ایسی قسمین مت کہاؤ جو تمہین نیک کامون اور اعمال صالحہ سے روکدین نہ یہ کہ معاملہ متنازعہ فیہ کے لئے ہو۔ منہ

آم

شاہ آباد ضلع ہردوئی اعلیٰ درجہ کے آمون کیواسطے مشہور ہے۔ جو لوگ وہانسے آم منگوانا چاہین انہین معلوم رہے کہ ہمارے مکرم مخدوم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص اور سرگرم ممبر شاہ آباد ضلع ہردوئی کے رئیس مولوی حکیم محمد انوار حسین خانصاحب کی ان تلہائے انبہ کا ایک کارخانہ ہے پس جس بہائی کو شاہ آباد کے آمون کی ضرورت ہو وہ مولوی صاحب موصوف کو لکہین۔ اس سے دو فائدے ہون گے ایک تو باہم سلسلہ کا تعارف پیدا ہوجاویگا دوسرے عمدہ چیز کم قیمت مین جہان تک ان سے ممکن ہوگا رعایت کرینگے۔ قومی تجارت اور قومی کامون کی قدر کرنیوالون کو ایسے موقعون کی تلاش رہنی چاہئے۔ ماہ جون اور جولائی مین حسب ذیل ہوگی۔ اعلیٰ درجہ کی مختلف قسم کے آمون سے بہرا ہوا پارسل دس سیر وزن کا جس مین خالص آم ۸ سیر ہون گے مع پیکنگ چارج و مزدوری تا ریلوے سٹیشن ۳/ اور ۱۰ سیر کا پارسل بقیمت ۴/ ریلوے محصول خریداران صاحبان کے ذمہ ہوگا۔ پہل قدر سے شاہ آباد سے پہنچ جاتا ہے ہین جو تین چار روز رکہنے سے بخوبی پختہ ہو جاتے ہین

تمام خط و کتابت مولوی حکیم محمد انوار حسین خانصاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی سے کرنی چاہئے +

حکیم الامۃ کا وعظ دوسرا جلسۃ الوداع کی تقریب پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہین کہ عجیب در عجیب تقریرون یا تحریرون سے کامیاب ہوسکتے ہین اور اکثر دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ عارضی طور پر بظاہر بعض لوگون کو کامیابی نظر بھی آتی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ کامیابی کوئی کامیابی نہین ہوتی بلکہ ناکامی ... نامرادی ہی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کا انجام خطرناک طور پر برا ثابت ہوتا ہے کامیابی کا اصلی راز اور گر تقوے اللہ ہی ہے کیونکہ اس کے ساتھ روح القدس کی تائید ہوتی ہے جس سے وہ کلام الٰہی کے اسرار اور نکات کو سمجھ سکتا ہے۔ اور اس کی تقریر اور تحریر مین اللہ تعالیٰ ایک نور اور برکت رکھدیتا ہے اسمین ایک اثر ہوتا ہے جو سننے اور پڑھنے والون کے دلون پر پڑتا ہے اور ان کو اس کی طرف کھینچ لاتا ہے انبیاء علیہم السلام کی کامیابی کی اصل جڑ یہی ہے۔ اسلئے تم جو کامیابی چاہتے ہو اس اصل کو مضبوط پکڑے رکھو اور ہر ایک کام کو محض اللہ تعالیٰ ہی کی رضا جوئی کیلئے کرو اس مین اپنے اغراض اور مقاصد کو قربان کردو۔ ورنہ ذاتی اغراض اس مین شریک ہوکر اس کی برکت اور خوبی کو کہو دینگے۔ مین جانتا ہون کہ تمہین اپنے مخالفون سے بہت کچھ سننا پڑتا ہے اور ایسے موقع بہی آجاتے ہین کہ تمہین ان سے گفتگو کرنی پڑتی ہے۔ ایسے وقت کیلئے یاد رکھو کہ دشمن تمہارے لئے طیار ہو مگر تائید الٰہی پر بھروسہ کرکے دعا مانگتے رہو۔ کبھی مناظرات اور مباحثات کی خود خواہش نہ کرو لیکن اگر مقابلہ پیش آجاوے تو پہر اللہ تعالیٰ سے دعائین مانگ کر کشود کار کی خواہش کرو۔ اختلافی مسائل کے حل کیلئے آسان طریق یہی ہے۔ کہ ان کو لکھ رکھو تاکہ ہر وقت نظر پڑتی رہے اور پہر خدا تعالیٰ سے اس کے لئے بہی دعا مانگتے رہو کیونکہ ہر ایک مسئلہ مین ہدایت کی راہ بتا دینا خدا ہی کا کام ہے۔

ان علینا للھدیٰ

جب انسان سچا دل لیکر جناب الٰہی مین تضرع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مولا کریم تو جانتا ہے مین تیری رضا کیلئے سعی اور مجاہدہ کرتا ہون اس راہ مین تو ہی مجھے مدد دینے والا

اور تیرے ہی فضل سے منزل مقصود پر پہونچ سکتا ہون تو مین یقین رکھتا ہون کہ اللہ تعالیٰ ان اختلافی مسائل اور مشکلات کو تیون کے بنے اور ہواؤن کے جہونکون مین حل کر دیتا ہے ہان

اخلاص ہو۔

اللہ تعالیٰ استغنی کو کبھی پسند نہین کرتا کیونکہ غنا مخلوق کو نہین دیا گیا ہے مین بار بار تم لوگون کی توجہ دعا کی طرف منعطف کرتا ہون کیونکہ تمام تکبر دعا ہی سے شروع ہوتی ہے۔ بدبخت ہین وہ لوگ جو دعا سے محروم ہوئے۔ اور تکبر اور خود پسندی کے خطرناک مرض مین مبتلا ہوگئے۔

منافقون کے خصایل مین سے ایک یہی ہے کہ وہ دوسرون کو حقیر سمجھتے ہین۔ پس تم کسی کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو چھوٹے سے چھوٹے بہائی کو بہی حقیر مت جانو ورنہ مقابلہ مین خدا ہنسی مین اڑا دیتا ہے۔ تم نے وہ اشتہار شاید سنا ہوگا یا پڑھا ہوگا جو ہمارے رحیم و کریم امام نے دیا تہا کہ

اپنی آوازون کو قابو مین رکھو دوسرے پر حملہ کرتے ہوئے شرم و حیا سے کام لو۔

تم اپنی آوازون کو نکالتے وقت اس ارشاد کو مد نظر رکھو تاکہ ایسا نہو کہ تم خلاف ورزی کرنیوالون مین ٹھیرو۔ **قرآن شریف** کو پڑہو عمل کرنے کیلئے۔ کیونکہ اس کی تلاوت کا اصل مقصد یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو۔ اور ہمین نیک اعمال کی توفیق دے۔ آمین۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

ترک اسلام پر نالش

دہرم پال نو آریہ کی کتاب ترک اسلام پر فوجداری استغاثہ کرنے کی دہلی مین تجویز ہوئی ہے چنانچہ دہلی کے اخبار سے معلوم ہوا ہے کہ ۵ ر جولائی ۱۹۰۴ء کو صاحبزادہ سلطان احمد خان صاحب بیرسٹر ایٹ لا نے مسلمانون کی جانب سے ایک درخواست پیش کی کہ رسالہ ترک اسلام کے مصنف پر فوجداری مقدمہ کرنے کی اجازت دیجاوے صاحب ڈپٹی کمشنر نے یہ درخواست بنابر منظوری گورنمنٹ مین بہیجدی ہے۔ اس نالش سے کم از کم اتنا فائدہ تو ضرور ہوگا کہ آئندہ کے لئے آریہ صاحبان اپنی تحریرون مین اعتدال سے کام لینگے اور بغیر ثبوت کوئی بات پیش نہ کیا کرینگے۔

کرنال مین آریہ اور عیسائیون کا مقدمہ

سناتن دہرم گزٹ لاہور لکھتا ہے

ظاہر ہے کہ آریہ لوگ اپنے جوش مین تمام مذاہب کی سخت توہین کیا اپنی تحریرون مین اور کیا تقریرون مین برابر کرتے ہین بلکہ خود ان کے سوامی دیانند جی نے اپنی پوتھی ستیارتھ پرکاش مین کل مذاہب کی نہایت اشتعال بخش نندیا اور مذمت کی ہے فی الحال اس نندیا کا ایک گل کرنال مین کہلا ہے سکرٹری صاحب آریہ سماج کرنال آریہ اخبار ست دہرم پرچارک مین خبر دیتے ہین کہ ۵ ر جون کو صدر بازار کرنال مین پنڈت دہرم بیر اپدیشک آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب نے اپنے دورہ ان لیکچر مین عیسائی مذہب کے اصولون کے بابت بہی کچھہ دیا کہیان دیا تہا جسپر چند دیسی عیسائی بڑے ناراض اور جوش مین آگر پنڈت جی اور دس دیگر سبہاسدون پر مقدمہ فوجداری بابت توہین مذہب بعدالت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دائر کر دیا ہے جسکی تاریخ پیشی ۱۶ ر جولائی مقرر ہوئی ہے۔ افسوس۔

عیسائیت کا مدار اسوقت ہوائی قلعون پر ہے

پرچارک لکھتا ہے کہ یہ کہنا سچ ہوگا کہ عیسائیت کا مدار اسوقت محض ہوائی قلعون پر ہے

یورپ اور امریکہ سے صاف آواز آرہی ہے کہ اس وقت ان ممالک مین عیسائیت جان کندنی کی حالت مین ہے ... ... جو عیسائیت مردہ انسان مین زندہ روح پہونکنے کی دعویدار تہی اس کی جان کندنی کی حالت افسوسناک ہے لیکن امر واقعہ کو بدل کون سکتا ہے۔ دن بدن پرانے بائیبل کے مسئلے بدلتے جاتے ہین اور ان کو جواب دینے والے خود عیسائی پادری ہین۔ کوئی زمانہ تہا جب انکا دیکا بائیبل پر حاشیہ چڑہانے والا یا دری گردن زدنی سمجہا جاتا تہا لیکن اسوقت کثرت رائے ان پادریون مین ہورہی ہے جو بائیبل سے نئے نئے اختلافات ظاہر کررہے ہین ایسے مایوسی کے زمانہ مین عیسائی پادریون نے ہندوستان کو اپنی امیدون کا نشانہ بنا یا ہوا تہا لیکن یہان بہی ان کی دال گلنی بند ہوگئی۔ آریہ سماج کے پرچار کا نتیجہ محض پنجاب۔ ممالک متحدہ، بہار اور راجپوتانہ مین ہی نمودار نہین ہوا بلکہ سینٹرل اور بنگال تک مین بہی اسکی ہیبت نے لوگون کو عیسائی ہونے سے روکدیا ہے۔ البتہ مدراس کے جاہلون مین عیسائیت کام کررہی ہے۔ لیکن ان ممالک کے عیسائیون کی تاریخ پڑہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تبدیل مذہب کرنا پادریون کیلئے کچھ فخر کا باعث نہین ہوسکتا۔ باوجود ان سب باتون کے ولائیت مین ڈوسیسنر کے بشپ صاحب نے بیان کیا کہ بشپ مدراس کی معرفت انہین معلوم ہوا ہے کہ ہندوستانی تعلیم یافتہ لوگون پر مردم شماری مین عیسائیون کی تعداد بڑہنے کے حال نے بڑا اثر کیا اور کہ ایک عجیب تبدیلی پیدا ہورہی ہے۔ شاید اسقف صاحب کو ہوائی قلعہ نے اس وقت کی عیسائیت کی بنیاد ٹھیری ہے۔ بشپ صاحب کے اس خواب پر اخبار پائیونیر نے انہین بہت آڑے ہاتہون لیا ہے اور بتایا ہے کہ جب ہندو ازم کے بیخ چھوٹ ہونے کے آثار چارون طرف سے دکہائی دیتے ہین اور مسلمان ایک بہی عیسائی ہونے کیلئے تیار دکہائی نہین دیتا۔ تو بشپ مدراس کا یہ دعوے کیسا فضول ہے۔ پائیونیر کا خیال ہے کہ گو بھیل گونڈ۔ وغیرہ قومون مین کچھ اثر عیسائیت کا ہوا ہے۔ لیکن دیہاتی لوگ جو کل آبادی کا ۹/۱۰ حصہ ہین۔ عیسائیت کے برخلاف ہین یا اس سے بے پرواہ ہین۔ واقعات ثابت کررہے ہین کہ دنیا کا آئندہ ایک دہرم اگر کوئی ہونیوالا ہے تو وہ عیسائی مذہب نہین ہے۔ عیسائیت کے اندر علم اور عقل کی کسوٹی پر پرکھے جانے کیلئے طاقت بھی نہین اور نہ ہی اس کے اندر ذی عقل انسانون کو سچی شانتی دینے کی طاقت ہے۔ ایسی حالت مین ہم بار بار اسی خیال کو دوہرائینگے جو کہ ہم بارہا ہندوستانی کئی مرتبہ ظاہر کرچکے ہین کہ عیسائی پادریون کو غیر ممالک کا پیچہا چھوڑ کر پہلے اپنی آوارہ بھیڑون کو جمع کرکے ایک فاقہ کشے اندر رلانے کی ضرورت ہے۔ سب سے پہلے فرض ان کا یہ ہے کہ وہ بگڑے ہوئے عیسائیون کو درست کرین۔ اور اگر ان پر کامیابی ہوجاوے تب دوسری طرف کا رخ کرین۔

مختلف خبرون کا گلدستہ

اشٹ ڈیوین۔ ایک پوراک برہمن نے اپنے پوجا کرنے کی شوکی مورتی مع سامان پوجا جو قیمتی ۔۔۔۔ کا تہا مقابلہ چار روپیہ ایک ساہوکار کے پاس رہن کردیا اور خود سفر پر چلا گیا واپسی پر فک الرہن کرانا چاہا تو ساہوکار منکر ہوگیا مقدمہ عدالت مین دائر ہوا ہے۔ خوب ہوا ایک معنوی خدا گروی رکہا گیا اور بذریعہ عدالت اس کے دلائے جانے کی کوشش ہورہی ہے۔

پیرس مین اس وقت قہوہ کے بنے ہوئے سیگرٹ طیار کئے جاتے ہین یہ بات مشہور ہے کہ ان کے پینے سے تمباکو سے نفرت ہوجاتی ہے لیکن کیا قہوہ کی زہریلی خاصیت تمباکو سے کم اثر رکہتی ہے۔

انگلستان کے ایک پادری صاحب نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ فرشتوں کے پر نہیں ہوتے اس پر ایک اخبار کے عیسائی نامہ نگار نے پادری صاحب کو آڑے ہاتھوں لیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ جب پادری نے فرشتہ نما میں جاکر خود اطمینان نہیں کیا تو وہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ فرشتوں کے پر نہیں۔ اپنے دعوے کے ثبوت میں نامہ نگار نے بائبل سے حوالہ جات بھی دیئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ بائبل کی تعلیم کے خلاف انگلستان میں زبردست آواز اٹھ رہی ہے اور رفتہ رفتہ کل بائبل کی تعلیم کا اسی طرح خاتمہ ہو جاوے گا۔

روس کے بالٹک گیشش کے شہر لیڈیکو کے پاس میں ایک بارہ سالہ لڑکی ہے جس کے جسم میں مقناطیسی طاقت بتلایا جاتا ہے کہ جس چیز کے پاس وہ پہونچتی ہے وہی اس سے لگ جاتی ہے اگر وہ کھانے کی میز کے پاس جاوے تو کل اوپر رکھی ہوئی چیزیں ناچنے لگ جاتی ہیں بوتلیں ہوا میں اٹھ اور گر کر چکنا چور ہو جاتی ہیں زمین کے کنکر اور پتھر اوچھلنے لگتے ہیں ویسے لڑکی بالکل تندرست ہے اور ان واقعات کو دیکھ کر کھلا کھلا کر ہنس پڑتی ہے ڈاکٹروں نے ملاحظہ کیا لیکن کچھ حل نہیں کیا لڑکی کے غریب والدین خیال کرتے ہیں کہ لڑکی پر کوئی بھوت سوار ہے جس کو نکالنے کے واسطے وہ ایک پادری کو بلاتے ہیں۔ عجب خدا کی شان ہے۔ چندہ ہو رہا ہے کہ اسے سینٹ پیٹرز برگ میں خاص ڈاکٹروں کے ملاحظہ کے لئے بھیجا جاوے سچ تو یہ ہے۔

کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

امریکہ کے کپتان ڈوایک باشس صاحب نے ایک کل کی گاڑی بنائی ہے۔ جو پروں کے ذریعہ سے چلتی ہے شہر کے گلی کوچوں میں ایک گاڑی کا اڑتے چلا جانا بھی ایک عجیب نظارہ ہوتا ہوگا گو اس گاڑی کی کلا کئی مرتبہ بگڑ چکی ہے تاہم کپتان باشس اپنی دھن کے پکے ہیں اسے برابر چلائے جاتے ہیں۔ امریکہ میں امیر لوگ اپنا وقت بھی ضایع کرتے ہیں تو سائنس کے چٹکلوں پر برخلاف اس کے ہندوستان کے زرسار اپنی عمر کو کاہلی اور بیہودہ دھن میں برباد کرتے ہیں کاش کہ یہاں کے امیر بھی بجائے عیاشیوں میں روپیہ بگاڑنے کے ایسے مشغلوں پر روپیہ خرچ کرتے۔

جرمنی میں ایک مشین ایجاد ہوئی ہے کہ اگر کسی مکان میں آگ لگ جاوے تو اس مشین کے ذریعہ سے کل مکان میں پانی پہونچایا جاسکتا ہے

رنگون میں ایک مدراسی سوداگر نے ایک بچہ کو مار ڈالا اور اس کے جسم کے ٹکڑے جھیل میں پانی کے اندر دبا دیئے پولیس نے صبح کے وقت ایک شخص کو ایک گٹھڑی اٹھاتے ہوئے بہکی بہکی باتیں کرتے پایا اور کسی شبہ میں اس کی تلاشی لی تو خون آلود کپڑے ملے اس کو حراست میں رکھا گیا بعد دو پہر ایک کتا اپنے مالک کے لڑکے کا سر اپنے منہ میں ڈالے ہوئے لاتا ہوا پایا گیا اور وہ پہچانا گیا پھر اس کتے کی رہبری سے پولیس نے لاش کا پتہ لگایا اور کتا سمجھتا جاتا تھا کہ پولیس اسکی تلاش کر رہی ہے اور مجھ کو راہنمائی کرنا چاہیئے آخر کار اس شخص نے اقبال کیا کہ اس نے زیور کے لالچ میں بچہ کو مار ڈالا اس وحشیانہ قتل اور کتے کی سراغ رسانی کا رنگون میں عام چرچا ہے۔

جاپانیوں کی فوج میں ہر ایک سپاہی کے پاس کاغذ کی دیگچیاں ہوتی ہیں۔ دیچو نامی ایک شخص ان کا موجد ہے۔ یہ دیگچیاں جاپان کے معمول ہلکے کاغذ کی بنی ہوئی ہیں پہلے ان میں پانی بھر کر ان کے اوپر پانی ڈالدیا جاتا ہے اس کے بعد وہ آگ پر رکھدی جاتی ہیں اور دس منٹ میں پانی ابلنے لگتا ہے۔ یہ دیگچیاں آٹھ دس مرتبہ کام میں لائی جاسکتی ہیں انکی قیمت قریب قریب ایک پیسہ کی ہوتی ہے

لنڈن کے اسقف اعظم نے نہایت افسوسناک آواز بلند کر کے لوگوں کو بیدار کرنا چاہا ہے کہ لنڈن میں دینداری نہایت کم ہوتی جاتی ہے اور کہ عیسائی مذہب بہت تنزل پر ہے اس لئے ہمیں چاہیئے کہ جہاں اب درجنے گرجے ہیں سال تعمیر ہوتے ہیں۔ وہاں ہر سال پانچ نئے گرجے تعمیر ہوا کریں اور ایک لاکھ پونڈ سالانہ خرچ کرنے سے لنڈن کی روحانی ترقی قایم رہ سکتی ہے اس پر کینن ریلین اڈورڈس نے جو ایک دوسرے نامور پادری ہیں اخبار ڈیلی میل کو لکھا ہے کہ تیس سال پہلے جو والدین اتوار کو دو مرتبہ گرجا کو جاتے تھے اب انکی اولاد ایک مرتبہ جاتی ہے اور انکی اولاد کی اولاد ایک مرتبہ بھی نہیں جاتی اس لئے ہمیں نئے گرجے بنانے سے کچھ فایدہ نہیں پہلے پرانے گرجے بہت ہیں ان میں نئے دل والے آدمی بھیجے جاویں جو ہمت سے کام کریں۔ آر جی ڈیکن صاحب نے یہ بھی کہا تھا کہ لنڈن کی آبادی میں ہر سو میں ۱۸ کس گرجا کو جاتے ہیں اور ۸۲ فیصدی نہیں جاتے ان ۱۸ میں سے بھی ۱۸ رومن کیتھولک ہیں تو گویا صرف دس فیصدی پراسٹنٹ گرجا جاتے ہیں۔

ضروریات

۱۔ میں بجائے خود اور میرے معزز کرمفرما جنکو الحکم کے ساتھ بھی ہمدردی ہے ایک عرصہ سے اس ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں کہ الحکم کے لئے کم از کم فی الحال ایک لایق محنتی سب ایڈیٹر کی ضرورت ہے جو میری غیر حاضری میں ترتیب اور ضروری انتظام کر سکے۔ اس کام کے لئے موزون اور مناسب وہ شخص ہوگا جو الحکم کی خدمت اپنا فخر سمجھے اور قادیان دار الامان میں رہنے کا جسے خصوصیت سے شوق ہو کیونکہ ایسا شخص اپنے ذاتی اغراض کو قربان کرنے کیلئے طیار ہو سکے گا اور قلیل معاوضہ ہی جو فی الحال الحکم دے سکیگا شکر گذاری کے ساتھ گذر اوقات کر سکے۔ اس خدمت کے لئے درخواست کرنیوالا شخص انگریزی سے اردو ترجمہ کرنے کا مذاق رکھتا ہو اور اخبار نویسی کا بھی اسے مذاق ہونا ضروری ہے۔ تقریروں کو قلمبند کرنے کیلئے زود نویس ہو اور ان کو ترتیب دے سکتا ہو دینیات سے باخبر ہو کم از کم قرآن شریف کا ترجمہ جانتا ہو۔ ان امور میں اگر کسیقدر بھی مذاق ہوگا۔ تو ایڈیٹر الحکم اسے اپنے مطلب کیلئے مناسب تربیت کرنے کیلئے انشاء اللہ آمادہ ہوگا۔ فی الحال جو شخص رکھا جاوے گا تنخواہ ۱۵ سے ۲۰ ماہوار تک علی قدر لیاقت دیجاوےگی انٹرینس پاس اور دینیات سے عمدہ واقفیت رکھنے والے شخص کو ترجیح دی جاوے گی۔

۲۔ ایک عمدہ خوشنویس (کاتب) کی جس کا عربی اور اردو دونو دستخط عمدہ ہوں زود نویس بھی ہو۔ اخبار کی کتابت کا تجربہ ہو تنخواہ ۱۲ سے ۱۵ ماہوار تک دیجاویگی کارگذاری کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے۔ سنگساز کو ترجیح دیجاوے گی۔

۳۔ دو تجربہ کار پریس مین تنخواہ ۱۰ سے ۱۲ تک ماہوار تک کارگذاری ... روپیہ ...

تمام درخواستیں ایڈیٹر و منیجر الحکم قادیان کے نام آنی چاہئیں

نوٹ جن معاصرین کے ساتھ الحکم کا تبادلہ ہے وہ براہ کرم اس اعلان ضرورت کو ایک ایک مرتبہ اپنے جراید میں چھاپ دیں۔

ناظرین الحکم بھی سعی کریں کہ مطلوبہ آدمی ملجاویں

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مع جمیع ممبران خاندان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں ۶ جولائی سے لیکر ۱۲ جولائی تک اعلیٰ حضرت کا قیام گورداسپور رہا۔

۲۔ موسم میں برسات کا رنگ شروع ہو گیا ہے۔ پہلا چھینٹا پڑ چکا ہے ابر محیط آسمان ہے۔

۳۔ مقدمات کی کیفیت اور خبرانی سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ مقدمہ ایڈیٹر الحکم بنام کرم الدین وغیرہ میں شہادت صفائی شروع ہے اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بطور گواہ صفائی گذر رہے ہیں۔ کرم الدین کے اپنے مقدمہ میں شہادت استغاثہ میں سے مولوی غلام محمد صاحب قاضی تحصیل چکوال کی شہادت باقی ہے جو ۹ جولائی ۱۹۰۴ء کو ہونیوالی تھی مگر نہیں ہو سکی پھر ۱۲ جولائی ۱۹۰۴ء پر مقدمہ ملتوی ہو کر آخر ۱۹ جولائی پر ملتوی ہو چکا ہے اور خاکسار ایڈیٹر الحکم کا مقدمہ ۱۸ جولائی ۱۹۰۴ء پر ملتوی ہوا ہے

ڈپٹی انسپکٹر صاحب بٹالہ توجہ کریں

۶ جولائی ۱۹۰۴ء کی صبح کو جبکہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام یکہ میں سوار گورداسپور جارہے تھے اور خاکسار ایڈیٹر الحکم اور مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے اور میاں سراج الدین صاحب ٹھیکہ دار لاہور پیدل جارہے تھے کیونکہ باقی یکے ابھی قادیان سے چلے نہ تھے تو قادیان کی حد سے نکلتے ہوئے تین آدمیوں نے یکہ پر ڈاکہ مارنا چاہا۔ خوش قسمتی سے مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے انکو دیکھ لیا اور پھر تینوں رفیقان سفر للکاران کی طرف لپکے تو بمصداق چور کے پاؤں کہاں وہ اُلٹے پاؤں بھاگ نکلے اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کے موافق واللّٰہ یعصمک من الناس اپنے برگزیدہ بندہ کو بچا لیا۔ مزید حالات معلوم کرنے سے اس قسم کے بعض بد و منع لوگوں کی خبر ملتی ہے۔ صاحب ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ کی نیک نیتی اور مستعدی سے ہمیں امید ہے کہ خصوصیت سے اس طرف توجہ کریں گے میاں حاکم علی کنسٹبل متعینہ قادیان بھی اس تفتیش میں بطور خود مصروف ہے امید کیجاتی ہے کہ جلد ان بدمعاشوں کا سراغ لگایا جاوے گا۔

احمدیہ ریڈنگ روم

اگرچہ ہمارا ایک عرصہ سے ارادہ تھا کہ دفتر الحکم کے متعلق جو اخبارات تبادلہ میں آتے ہیں وہ ایک خاص وقت پر ایک ترتیب کے ساتھ عام لوگوں کو مطالعہ کیلئے رکھے جاویں لیکن ہم عملی صورت میں اس تجویز اور ارادہ کو نہیں لا سکے تھے قادیان کے بعض سمجھدار اور اخبار بین لوگوں کی درخواست پر آخر یہ انتظام کرنا پڑا۔ چنانچہ مندرجہ بالا نام سے دفتر الحکم کے متعلق خاص طور پر ایک ریڈنگ روم عام لوگوں کے فایدہ کے لئے ہم یکم اگست ۱۹۰۴ء سے کھولدیں گے۔ انشاء اللہ العزیز اور اسکے متعلق ضروری قواعد بھی اگلی اشاعت میں چھاپ دینگے۔ اس ریڈنگ روم کے متعلق کوئی چندہ نہیں لیا جاویگا
(ایڈیٹر)

کلماتِ طیبات

۱۹ جون سنہ ۱۹ء

متقی کون ہے

ایک مولوی صاحب جن کے والد بزرگوار احمدی جماعت میں داخل تھے اور بفضلِ الٰہی فوت ہو گئے علاقہ گوجرانوالہ سے تشریف لائے ہوئے تھے ان کو حضرت اقدس کی ارادت حاصل تھی اور نہ اپنے والد مرحوم کو صراطِ مستقیم پر سمجھتے تھے چند احباب کی تحریک سے وہ بحث و مباحثہ کی غرض لیکر یہاں آئے تھے حضرت اقدس کے روبرو تو ان کی کوئی کلام ہم نے نہ سنی حضرت مولوی نورالدین صاحب سے البتہ کلام کرتی رہنے جسمیں نووارد مولوی صاحب نے یہ کہا کہ ہمارے نزدیک بہت سے متقی ہیں کہ جنہوں نے مرزا صاحب کو نہیں مانا اور جونکہ ہم ان کو متقی اور راست باز تسلیم کرتے ہیں اسلئے ہم بھی نہیں مانتے حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب نے اس کا جواب یہ دیا کہ اگر کوئی ایسا شخص ہے کہ جو ضد اور تعصب وغیرہ سے تو پاک ہے اور سچی ارادت سے حق کا طالب ہے اور اس لئے کسی شخص کو متقی مگر اس کی تقلید سے وہ حضرت امام علیہ السلام کا منکر ہے تو میری نزدیک وہ اس وقت تک معذور ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس پر حقیقت کو واضح نہ کر دے کیونکہ مواخذہ کے لئے ضروری ہے کہ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ہو اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَن بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَن بَيِّنَةٍ جو ہلاک ہو وہ بھی بین آیات دیکھکر ہلاک ہو اور جو زندہ ہو وہ بھی بین آیات دیکھکر زندہ ہو۔

نووارد مولوی صاحب نے چاہا کہ اس کی تصدیق حضرت مرزا صاحب سے کرائی جائے اس لئے جناب حکیم صاحب نے بوقت ظہر اس مسئلہ کو حضرت امام علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں عرض کیا جس پر آپ نے فرمایا کہ اس قسم کا سوال حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا تھا تو انہوں نے جواب دیا عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي ایسے ہی ہم بھی کہتے ہیں کہ ان کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے وہ جیسے تھے سمجھیگا ویسا معاملہ اس سے کریگا۔ انسان کوئی آدمی کسی کو متقی کیونکر یقین کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ اور فرماتا ہے هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ۔ اور فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ہی عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ہے ان امور میں اللہ کے متقی ہونے اور نہ ہونے کو نشانات

بھی ہوتے ہیں نہ اور رونکے۔

مغرب کی نماز کے بعد جب حضرت امام علیہ السلام شہ نشین پر جلوہ افروز ہوئے تو سید احمد شاہ صاحب سندھی نے آپ سے نیاز حاصل کی اور پوچھا کہ متقی کسے کہہ سکتے ہیں فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے اور آپ نے دعوےٰ کیا تو اس وقت بھی لوگوں کی نظروں میں بہت سے یہودی عالم متقی اور پرہیزگار مشہور تھے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ خدا کے نزدیک بھی متقی ہوں خدا تعالیٰ تو ان متقیوں کا ذکر کرتا ہے جو اس کے نزدیک تقویٰ اور اخلاص رکھتے ہیں۔ جب ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ سنا لوگوں میں جو ان کی وجاہت تھی اس میں فرق آتا دیکھکر رعونت سے انکار کر دیا اور حق کو اختیار کرنا گوارا نہ کیا اب دیکھو کہ لوگوں کے نزدیک تو وہ بھی متقی تھے مگر ان کا نام حقیقی متقی نہیں تھا۔

حقیقی متقی وہ شخص ہے کہ جسکی خواہ آبرو جائے ہزار ذلت آتی ہو۔ جان جانے کا خطرہ ہو۔ فقر و فاقہ کی نوبت آگئی ہو تو وہ محض اللہ تعالیٰ سے ڈر کر ان سب نقصانوں کو گوارا کرے لیکن حق کو ہرگز نہ چھپاوے۔ متقی کے یہ معنے جیسے آجکل کے مولوی عدالتوں میں بیان کرتے ہیں ہرگز نہیں ہیں کہ جو شخص زبان سے سب مانتا ہو خواہ اس کا عملدرآمد اس پر ہو یا نہ ہو اور وہ جو منہ سے بھی بول لیتا ہو۔ چوری بھی کرتا ہو تو وہ متقی ہے۔ تقویٰ کے بھی مراتب ہوتے ہیں اور جب تک کہ یہ کامل نہ ہوں تب تک انسان پورا متقی نہیں ہوتا ہر ایک شئے وہی کارآمد ہوتی ہے جس کا پورا وزن لیا جاوے اگر ایک شخص کو بھوک اور پیاس لگی ہے تو روٹی کا ایک بھورا اور پانی کا ایک قطرہ سے لینے پر اسے سیری حاصل نہ ہوگی اور نہ جان کو بچا سکیگا جبتک پوری خوراک کھانے اور پینے کی اوکو نہ ملے یہی حال تقویٰ کا ہے کہ جبتک انسان اسے پورے طور پر ہر ایک پہلو سے اختیار نہیں کرتا تب تک وہ متقی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یہ بات نہیں تو ہر ایک کافر کو بھی متقی کہہ سکتے ہیں کیونکہ کوئی نہ کوئی پہلو تقویٰ کا (یعنی خوبی) اس کے اندر ضرور ہوگی اللہ تعالیٰ نے محض ظلمت تو کسیکو پیدا نہیں کیا مگر تقویٰ کی یہ مقدار اگر ایک کافر کے اندر ہو تو اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ کافی مقدار ہونی چاہیئے جس سے دل روشن ہو۔ خدا راضی ہو اور ہر ایک بدی سے انسان بچ جاوے بہت سے ایسے مسلمان ہیں کہ جو کہتے ہیں کیا ہم روزہ نہیں رکھتے۔ نماز نہیں پڑھتے وغیرہ وغیرہ مگر ان باتوں سے وہ متقی نہیں ہو سکتے تقویٰ اور شئے ہے۔ جبتک انسان خدا کو مقدم نہیں رکھتا اور ہر ایک لحاظ کو خواہ

برادری کا ہو خواہ قوم کا خواہ دوستوں اور شہر کے رؤسا کا خدا سے ڈر کر نہیں توڑتا اور خدا کے لئے ہر ایک ذلت برداشت کرنیکو طیار نہیں ہوتا تب تک وہ متقی نہیں ہے۔

قرآن شریف میں جو بڑے بڑے وعدے متقیوں کے ساتھ ہیں وہ ایسے متقیوں کا ذکر ہے جنہوں نے تقوے کو وہانتک نبہایا جہانتک ان کی طاقت تھی بشریت کی قویٰ نے جہانتک ان کا ساتھ دیا برابر تقوے پر قائم رہے حتیٰ کہ ان کی طاقتیں ہار گئیں اور پھر خدا سے انہوں نے اور طاقت طلب کی جیسے کہ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ سے ظاہر ہے۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ یعنی اپنی طاقت تک تو ہم نے کام کیا اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ یعنی آگے چلنے کیلئے اور نئی طاقت تجھسے طلب کرتے ہیں جیسے حافظ نے کہا ہے۔

بدان منزل عالی نتوانیم رسید
ہاں اگر لطف شما پیش نہد گامے چند

پس خوب یاد رکھو کہ خدا کے نزدیک متقی ہونا اور شئے ہے اور انسانوں کے نزدیک متقی ہونا اور شئے۔

مسیح علیہ السلام کے وقت جو مخالفوں کے جبہ وغیرہ بنتے تھے اس کا باعث یہی تھا کہ جو عالم لوگ یہود کے نزدیک مسلم تھے اور متقی پرہیزگار تسلیم کئے جاتے تھے وہ مخالف تھے اگر وہ مخالف نہ ہوتے تو جبہ وغیرہ نہ بنتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی یہی حال تھا۔ عجب بخل رہا۔ نمود۔ اور وجاہت کی پاسداری وغیرہ باتیں تھیں جنہوں نے حق کی قبولیت سے ان کو روکے رکھا۔ غرضیکہ تقویٰ مشکل شئے ہے جسے اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے تو اس کی علامات بھی ساتھ ہی رکھ دیتا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ حق جب ظاہر ہو تو جو اسے خواہ مخواہ رد کرتا ہے اور دلائل معقولات منقولات اور خدا تعالیٰ کے نشانوں کو ٹھکرا جاوے۔ وہ کب متقی ہو سکتا ہے۔

۲۱ جون سنہ ۱۹ء

حضرت اقدس کے ایک مخلص حواری نے عرض کی کہ وزیر آباد میں ایک حافظ صاحب ہیں وہ اس بات پر آمادہ ہیں کہ وہ قسم کھا کر کہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اسی جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔

اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ جو

کہ جو شخص دلیری کرکے شوخی کی راہ سے فتنہ ڈالتا ہے خدا اس سے خود سمجھ لیتا ہے۔ اگر اس نے قسم کھانی ہے تو تین باتوں کی قسم کھانی چاہئے ایک تو یہ کہ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي میں مسیح کی وفات ہرگز ثابت نہیں ہوتی اور یہاں تَوَفَّيْتَنِي کے وہ معنے ہرگز نہیں ہیں جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس لفظ کے معنے کئے جاتے ہیں۔

دوسری یہ بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح کو معراج کی شب میں ان تمام انبیاء کیطرح نہیں دیکھا جو کہ وفات پا چکے ہیں بلکہ دوسرے انبیاء کی ارواح کے خلاف حضرت مسیح کو معراج کی شب میں اس ہیئت اور شکل میں پایا جس سے ان کا بجسد عنصری زندہ ہونا ثابت ہے۔

تیسری یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہ کا اجماع جو یہ آیت مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ کے ان معنوں پر ہوا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر جسقدر نبی گذرے وہ سب فوت ہو چکے ہیں یہ بات غلط ہے۔ کیونکہ ان میں باقرار میں اللہ تعالیٰ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت اور صحابہ کا اجماع سب آ جاتا ہے۔ پس ان تین باتوں پر وہ قسم کھاوے اور چوتھی بات یہ بھی ملا لے کہ ہم مفتری ہیں اور ۲۴ سال سے جو الہامات ہم سناتے ہیں یہ خدا تعالیٰ پر افترا باندھتے ہیں۔ اور قسم میں یہ بھی کہے کہ اگر اس میں میں نے کوئی بدنیتی کی ہے یا ایسی بات بیان کی ہے جو کہ میرے ذہن میں نہیں ہے تو اس کا وبال مجھ پر نازل ہو۔

فرمایا اگر یہ لوگ منہاج نبوت کو معیار ٹھیرا دیں تو آج فیصلہ ہوتا ہے اس مقام پر نواب محمد علیخان صاحب نے عرض کی کہ ایک شخص نے مجھسے حضور کے بارے میں بحث کرنی چاہی میں نے اسے کہا کہ اول تم سب کتابیں حضرت مرزا صاحب کی مطالعہ کرو اگر اس میں سمجھ نہ آئے تو ایک ماہ تک قادیان چلکر رہو اور وہاں مرزا صاحب کے حالات وغیرہ کو آنکھ سے دیکھو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری راہنمائی کرے۔

ویدک مت کے لطائف

ویدک مت کے مطابق عورت مرد کی تفریق بھی تفریق اعمال پر مبنی ہے چنانچہ پنڈت دیانند صاحب اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش اردو ترجمہ متارام اکشن صفحہ ۳۱۹ میں فرماتے ہیں "وہ (روح) ہوا۔ خوراک۔ پانی یا جسم کے سوراخ کے ذریعہ دوسرے کے جسم میں پرمیشور کی پریرنا (حکم سے) داخل ہوتا ہی جو داخل ہوکر آہستہ آہستہ وہ بیج میں جا کر حمل قائم ہوکر جسم قبول کرکے باہر آتا ہے۔ اگر عورت کے جسم میں دھارن کرنے کے لائق اعمال ہوں تو عورت اور اگر مرد جسم قبول کرنے کے لائق اعمال ہوں۔ تو مرد کے جسم میں داخل ہوتا ہے انتہیٰ۔ پس اگر ایک صدی تک عموماً اعمال حسنہ مرد یا عورت ہی کے پیدا ہونے کے لائق ہوں تو یہ تفریق بھی کیسے ہوگی سب مرد ہی ہوں گے یا سب عورتیں ایسی حالت میں نسل بنی آدم کس طرح چلے گی اور دنیا کا کیا انتظام ہوگا ؟ +

پس صاف ظاہر ہے کہ ویدک مت میں یہ تقاضا بھی نہیں کہ سب لوگ وید کی ہدایتوں پر عمل کریں حالانکہ دین الٰہی میں یہ تقاضا ضرور ہونا چاہیے۔ گو بعض لوگ بوجہ کوتاہ اندیشی غفلت وغیرہ کے اس پر عمل نہ کریں مگر اس کے قواعد خود ایسے نہ ہونے چاہییں کہ لوگ اُن سے مجبوراً رُکے جائیں۔

ایک اور لطیفہ سنئے پنڈت دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش میں اور آریہ مسافر میگزین جالندھر اپنے رسالہ آریہ میگزین ماہ نومبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۲۴ وغیرہ میں اس طرح فلاسفی چھانتے ہیں کہ جس طرح عمدہ کھیتی کا پیدا کرنا بہت کچھ کسان کی خاص تدابیر و احتیاطات پر منحصر ہوتا ہے اسی طرح نالائق اولاد کا پیدا کرنا یا لائق اولاد پیدا کرنے کی تدبیر خاص ماں اور باپ کے اختیار میں ہے اور وہ اس وقت ہو سکتا ہے جب والدین ہمیشہ اپنے افعال اس قسم کے رکھیں جس قسم کی اولاد پیدا کرنے کی وہ خواہش رکھتے ہیں اور والدین کی خواہش کا اثر بہت کچھ گربھادان سے لیکر اس وقت تک کہ بچہ شکم مادر سے برآمد نہیں ہوا بچہ پر پڑتا ہے اور عورت جس قسم کا دھیان کرتی ہے اسی قسم کی اولاد پیدا ہوتی ہے اسی واسطے نیک اولاد پیدا کرنے کے لیے عورت کی حفاظت کرنی چاہیے۔ آریہ میگزین صفحہ ۲۴ ان آریوں کے مذکورہ بالا بیان سے صاف ظاہر ہے کہ نیک اور خواہش کے موافق خوبصورت اعلیٰ دماغ اولاد کا پیدا کرنا صرف ماں باپ کے اختیار میں ہے۔ اگر والدین چاہیں تو رشی منی۔ جوگی لڑکے لڑکیاں پیدا کر سکتے ہیں (آریہ مسافر میگزین صفحہ ۳۰) +

لیکن ستیارتھ پرکاش کے تناسخ کے باب میں بالکل اس کے برخلاف پنڈت دیانند جی نے فلاسفی کی اس طرح ٹانگ توڑی ہے کہ اولاد کا بُرا بھلا اپاہج یا کامل الاعضا وغیرہ ہونا صرف تناسخ پر موقوف ہے جس طرح انسان کے اعمال سابقہ ہوتے ہیں ویسا ہی جسم مل رہتا ہے۔ خواہ لاکھ تدبیر کرے ؎

چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رفو
سوزن تدبیر گو ساری عمر سیتی رہے

جب نیکی زیادہ اور بدی کم تب دیوتا یعنی علما کا جسم ملتا ہے اور جب نیکی بدی برابر ہوتی ہے تب عام آدمیوں کا جسم حاصل ہوتا ہے اس میں بھی نیکی بدی کے اعلیٰ متوسط اور ادنیٰ ہونے کی وجہ سے انسان وغیرہ میں بھی اعلیٰ متوسط اور ادنیٰ جسم وغیرہ کے آدمی ہوتے ہیں۔ انتہیٰ دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۱۹)

اب دیکھیے ان دونوں حالات میں کس قدر تضاد ہے پہلے خیال کے رو سے تو اولاد کا بُرا بھلا قوی یا ضعیف۔ کامل الاعضا یا ناقص القویٰ ہونا صرف ماتا پتا کی تدابیر و احتیاطات پر منحصر ہے (جیسا کہ اہل اسلام بھی مانتے ہیں) اور دوسرے اعتقاد کے رو سے ماتا پتا کی تدبیر و احتیاطات کو پیدائش انسانی میں ذرا بھی تعلق نہیں رہتا جیسے اعمال ہوتے ہیں ویسا جنم مل رہتا ہے پس یہ تمام امور خلاف قانون قدرت تناسخ کے ماننے سے پیدا ہوتے ہیں اور اس سے اظہر من الشمس ہے کہ عقیدہ تناسخ محض ایک بچوں کا افسانہ ہے جس کو قانون قدرت کے ساتھ ذرا بھی تطابق نہیں +

ایک اور اعجوبہ سنیے وید کے موافق ہوم میں گھی کا استعمال لازمی ہے اور گھی کا پیدا ہونا صرف پاپوں کے طفیل ہے۔ اگر کوئی جیو گائے کا جسم نہ لے تو گھی ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا ایسی حالت میں ہوم کی رسم کیونکر ادا ہوگی جس میں گھی کا استعمال لازمی ہے۔ ماں لو کہ گھی نہ ہونے کے اس وقت جو دیانندی ہون کرتے ہیں قاصر اور مجبور رہیں گے تو پھر وہ گائے بعینہٖ بنکر دوسرے دیانندیوں کے ہون ادا کرنے کا موجب ہو سکتے ہیں یا للعجب ان سب سے بڑھ کر قابل حیرت پنڈت دیانند جی کا وہ ارشاد ہے جو ستیارتھ پرکاش اردو کے صفحہ ۲۵۰ میں ہے کہ ایشور نے چاروں وید دنیا کے ابتدا میں صرف انھی چاروں رشیوں (اگنی۔ وایو۔ آدتیہ۔ انگرا) پر اسلیے نازل فرمائے کہ وہی چار جیووں سے زیادہ پوتر آتما تھے اور ان کی برابر اور نہیں تھے اسلیے پاک علم کا نزول انھی پر ہوا +

یعنی سابقہ کلپ میں یہی چار الہام الٰہی کے قابل تھے اسی وجہ سے اُن پر وید نازل کیے گئے پنڈت جی کے اس فرمان سے اظہر من الشمس ہے کہ اگر سابقہ کلپ میں کوئی بھی الہام پانے کے قابل نہ نکلتا تو کسی پر وید کا نزول نہ ہوتا۔ اور دنیا … تھا پس ظاہر ہے کہ اگر سابقہ دنیا میں کوئی بھی قابل الہام نہ نکلے تو کسی پر وید نازل نہ ہوں گے۔ اور ایسا ہی اگر اور بھی بے شمار اشخاص قابل الہام نکلتے آئیں تو اُن پر چاروں وید کے علاوہ اور وید بھی نازل ہوں گے۔ فتفکروا یا اولی الالباب

ایک اور اعجوبہ سنیے۔ ہر نئے کلپ میں نئی پیدائش کی وجہ یہ ہے کہ گذشتہ جنموں میں کئی پرشوں کے اعمال بلا مواصلت پیدا ہونے کے قابل ہوتے ہیں ورنہ نئی کلپ میں نئی مخلوق کا وجود ہی نہ ہوتا۔ کوئی ان فلاسفہ دوراں و افلاطونان زمان (دیانندیوں) سے پوچھے۔ کہ کبھی اگر پہلے کلپ میں کسی شخص کے اعمال بھی بلا مواصلت پیدا ہونے کے قابل نہ ہوں تو پھر ایشور کیا کرے۔ وہ سنسار کو کس طرح رچے۔ ایسی حالت میں کیا ہمیشہ کے لیے نہ ہاتھ پر ہاتھ دھرکر بیٹھ رہے گا اور ابد تک نئی مخلوق کے پیدا کرنے سے قاصر اور مجبور نہ ہو جائے گا +

اسکے سوا ابتدائے آفرینش میں جو حیوانات کُتا بلا وغیرہ مواصلت پیدا کیے جاتے ہیں انکی پیدائش کی وجہ کیا ہے کیا اُنکے بھی اعمال سابقہ ہی بلا مواصلت پیدا ہونے کے مستوجب ہوتے ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو درصورت اس قسم کے اعمال نہ ہونے کی نئی کلپ میں ایشور اُن کا تخم کیونکر لا سکتا ہے۔ ذرا سوچکر حوالہ وید سے جواب دینا چاہیے +

پھر اگر بلا مواصلت پیدا ہونے کی وجہ صرف خاص قسم کے اعمال سابقہ ہی ہوتے ہیں۔ تو اب کوئی شخص بلا مواصلت پیدا ہوتا ہوا نظر کیوں نہیں آتا۔ کیا پھر چار ارب سال تک کسی شخص کے اعمال بلا مواصلت پیدا ہونے کے لائق نہیں ہوتا۔ اصل یہ ہے کہ بناوٹ کے لیے بھی عقل چاہیے۔ آریئے بلا ثبوت ہر بات کی وجہ وجہ تناسخ وغیرہ اپنے دل سے تراش لیتے ہیں اور ثبوت خاک بھی نہیں دے سکتے سچ ہے ؎

عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے

اور مزا دیکھیے پنڈت درشنانند المعروف بہ پنڈت کرپارام جگراؤنی جو ویدک دھرم کو لوہے کی لاٹھ سے سوگنا مضبوط بتاتے ہیں وہ اپنے پرچہ نمبر ۱ مباحثہ دیوبند مابین دیانند پنتھ کو تار عنکبوت سے بھی سست ثابت کرتے ہیں کہ وید کے چاروں رشی مکتی سے واپس شدہ اشخاص تھے اور یہی وجہ اُن پر نزول وید کی ہوئی اول تو یہ بات بالکل بلا ثبوت ہے کہ یہ شخص مکتی سے واپس شدہ شخص تھے اسلیے مہبط وحی والہام قرار پائے۔ دیانندی لوگ وید یا کسی دیگر معتبر کتاب سے اثبات کا ہرگز ثبوت نہیں دے سکتے۔ صرف انکی دل خوش کن اعتقادی باتیں ہیں۔ لیکن اگر بفرض محال مان بھی لیا جائے کہ یہ شخص ضرور مکتی سے واپس شدہ اشخاص تھے اور اسی وجہ سے اُن پر وید برگٹ ہوئے تو پھر اس میں مشکل یہ آ پڑتی ہے۔ کہ اگر کسی کلپ کے شروع میں مکتی سے واپس شدہ شخص کوئی بھی نہ ملا تو پھر وید کا نزول کس پر ہوگا ؟ کیا مکتی سے واپس شدہ پرش کے انتظار میں دنیا کروڑوں اربوں سال تک بے ہدایتی نہ رہے گی ؟ +

اور دنیا کے مدتوں تک بے ہدایتی رہ سکنے پر ایک زبردست دلیل یہ ہے کہ پنڈت لیکھرام صاحب اپنی کتابوں میں صاف لکھتے ہیں کہ پنڈت دیانند جی جنہوں نے دنیا کے سامنے یہ وید کی تعلیم پیش کی۔ وہ مکتی سے واپس شدہ شخص تھے۔ اب انھوں نے علم کا فرض پورا کیا۔ آئندہ جنم میں یوگ کا فرض پورا کرینگے۔ اور پھر نجات پا جائیں گے۔ اب جبکہ وید کی اصلی تعلیم پیش کرنے کے لیے خدا کو پنڈت دیانند جی کا انتظار کرنا پڑا کہ وہ مکتی سے واپس جائیں اور لوگوں کو وید کی تاویلات سنائیں اس سے پہلے لاکھوں سال تک دنیا بے ہدایتی رہی۔ اور خدا نے کسی پرش کے ذریعہ سے نہ بتایا کہ بھائیو اگنی۔ وایو وغیرہ سے عناصر مراد نہیں جنکی تم پوجا کر رہے ہو بلکہ اس سے مراد خدا ہے۔ دنیا گمراہی کے سمندر میں ڈوب گئی۔ مگر خدا نے کسی شخص کے ذریعہ سے یہ بات نہ بتائی اسلیے کہ کوئی شخص نجات سے واپس شدہ نہ تھا۔ مکتی سے واپس شدہ شخص کے انتظار کے بغیر وہ ایسا کس طرح کر سکتا۔ اب جبکہ وید کی اصلی تعلیم پیش کرنے کے لیے پنڈت دیانند جی کے نجات سے واپس جانے کا انتظار کیا گیا تو اس سے اظہر من الشمس ہے کہ اگر کروڑہا کلپ تک کوئی شخص بھی نجات سے واپس شدہ ایشور کو نہ ملے تو وہ ہرگز ہرگز وید کا نزول کسی پر نہیں کر سکتا۔ اور دنیا ابد الآباد تک بے ہدایتی رہ سکتی ہے فتفکروا یا اولی الالباب +

خریداران الحکم کی خدمت میں

جنکے ذمہ ۱۹۰۳ء کا بقایا ہے یا جنھوں نے ۱۹۰۴ء کی قیمت نہیں بھیجی ہم وی پی ارسال کر رہے ہیں قدردان اور بہی خواہان الحکم ضرور وصول کرکے ہماری مالی مشکلات کے دور کرنے میں ساعی ہوں۔ لہذا سب احباب وی پی لینے کے لیے طیار رہیں اور وصولی میں پہلوتہی اور پس و پیش نہ فرمادیں کہ اسمیں کارخانہ کا سخت نقصان ہے + والسلام

مینیجر

ملفوظات احمدیہ

۲۴ر جون سنہ ۱۹۰۴ء

فرمایا۔ صدقہ۔ صدق سے لیا گیا ہے جب کوئی شخص خدا کی راہ میں صدقہ دیتا ہے تو معلوم ہوا کہ خدا سے صدق رکھتا ہے۔

دوسرا۔ دعا۔ دعا کے ساتھ قلب پر سوز و گداز اور رقت پیدا ہوتی ہے۔ دعا بھی ایک قربانی ہے۔ صدق اور دعا۔ اگر یہ دو باتین میسر آجاوین تو اکسیر ہین۔

فرمایا۔ تقدیر مبرم بھی دو قسم ہوتی ہے۔ حقیقی مبرم اور غیر حقیقی مبرم۔ غیر حقیقی مبرم وہ ہے جو اصل مین تو مبرم نہین مگر مبرم کی شکل مین واقع ہوگئی ہے۔ بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ دعا کا کام جہان ہوتا ہے بیٹھے بٹھائے ہو جاتا ہے اور دعا کرنے کی ضرورت بھی نہین پڑتی۔ کیونکہ خدا کے دو نام ہین۔ رحمٰن اور رحیم رحمانیت مین محنت کشی اور مجاہدہ نہین ہوتا۔ محض فضل ہوتا ہے جیسے انبیاء بیٹھے بٹھائے ہوتے۔ حکم دیتا اور نبوت ملجاتی ہے۔

فرمایا۔ آج صبح کی نماز کے قریب یہ الہام ہوا تھا۔

خدا تیری ساری مرادین پوری کریگا

قریباً پچیس ۲۵ برس ہوئے ہین کہ مجھے رویا ہوا۔ کہ فرشتہ نے مجھے نان دیا اور کہا یہ تو تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشون کیلئے۔ ایک بار فرشتہ انگریز کی شکل مین بیس بائیس برس کی عمر کا آیا اور اس کے سامنے میز دہری ہے۔ مین نے اس کو کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہین۔ جواب دیا کہ۔

ہان مین درشنی آدمی ہون

اس سلسلہ کی بنیاد سے پہلے مین نے دیکھا جب مرزا صاحب فوت ہوئے ہین۔ مین اصل مکان موجودہ سلطان احمد والے مین ایک دالان مین بیٹھا ہون۔ منزلی کوٹھڑی سے ایک برقعہ پوش عورت نکلی اور مجھے کہنے لگی۔

مین اس گھر سے جانیکو تھی مگر تیرے واسطے رہ گئی + جوان عورت اگر خواب مین دیکھی جاوے تو اس سے مراد دنیا کے اقبال اور فتوحات ہوتے ہین خواہ کسی قوم کی ہو۔

۸ر جولائی سنہ ۱۹۰۴ء

احاطہ عدالت

فرمایا۔ جن کو اللہ تعالیٰ دنیا مین تکالیف دیتا ہے اور جو لوگ خود خدا کیلئے دکھ اٹھاتے ہین ان دونو کو خدا تعالیٰ آخرت مین بدلہ دیگا۔ دنیا تو چلنے کا مقام ہے رہنے کا نہین اگر کوئی شخص سارے سامان خوشی کے رکھتا ہے تو خوشی کا مقام نہین یہ سب آرام اور دکھ ختم ہونیوالے ہین اور اس کے بعد ایک ایسا جہان آنیوالا ہے جو دائمی ہے۔ جو لوگ اس مختصر جہان مین انسانی بناوٹ مین فرق اور کمی بیشی دیکھکر دوسرے جنم کے گناہون اور عملون پر محمول کر لیتے ہین وہ غلطی پر ہین وہ یہ معلوم نہین کرتے کہ آخرت کا ایک بڑا عظیم آنیوالا ہے۔ اور جن کو خدا تعالیٰ نے پیدائش مین کوئی نقص عطا کیا ہے اور جن لوگون نے اپنے آپ کو خود بخود خدا کی رضامندی حاصل کرنے کیلئے دکھون مین ڈالدیا ہے۔ ان دونون کو وہان جاکر اس کا بدلہ ملیگا۔ یہ جہان تو تخم ریزی کا جہان ہے اور ایسے موقع حاصل کرنے کے واسطے ہے جنسے خدا راضی ہو۔

بعض لوگ اپنے عملون سے خدا کو راضی کرتے اور بعض اپنے آپ کو تکالیف مین ڈالکر خدا کو راضی کرتے ہین۔

ایک شخص کے دو خدمتگار ہین۔ ایک کو وہ اپنے کام اور سفر پر روانہ کرتا ہے کہ جہان اس کو خوشگواری ملتی اور نہ سایہ ہے بلکہ پیدل چلنا اور سخت گرمی اور دھوپ اور لو کا سامنا ہے گو وہ جانتا ہے کہ جس کو جتنی تکلیف ہوگی اوس کو اتنا ہی بدلہ اور عوض خدمت دونگا۔ پس پھر ان دونون خدمتگارون کو اپنے سفر پر کیا اعتراض ہے۔ اسیطرح لنگڑے۔ اندھے۔ اپاہج۔ غریب۔ فقیر وغیرہ لوگ جو خدا تعالیٰ نے پیدا کئے ہین۔ ان کو جبکہ دوسرے آخری جہان مین چلکر بدلہ ملنا ہی ہے تو کیا ضرورت ہے کہ ہم گونا گون جنم ان پر لیز اور اس بڑے اور حقیقی جنم سے اعراض کریز جو کچھ اللہ تعالیٰ نے دیئے ہین وہ تو ثواب حاصل کرنے کو دیئے ہین۔ جبکہ وہ رحم کرنے والا ہے تو کسی کو کسی طرح اور کسی کو کسیطرح بدلہ دیتا اور دیتا رہیگا۔ پس اپاہج اور اندھے وغیرہ کو اپنی ان نقائص خلقت کا بدلہ قیامت مین ملجاویگا۔ پھر یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شخص شاہی گھر مین پیدا ہوا ہے اور سارے سامان عیش و نشاط مہیا ہین پر وہ باریک در باریک دکھون اور مصیبتون مین مبتلا ہے۔ اور وہ شخص جو گدائی اور فقیری حیثیت مین بھیک مانگتا پھرتا ہے ایسے سکھون مین ہو کہ جو اس امیر زادہ کو کبھی میسر نہین پھر کیا کہین دولت والے کو یہ حکم دیا ہے کہ اس سے عیاشی کر بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ غریب بھائی کیطرح عبادت کر۔ بہر حال یہ دنیا چند روزہ ہے انسان کیا سمجھتا ہے کہ میری عمر کسقدر ہے۔ جنم کی شکی بات کو قبول کرنا عقل کا کام ہرگز نہین۔ انسان جب پیدا ہوتا اور اپنی عمر طبعی پوری کرکے مرجاتا ہے تو کبھی کسی نے اس شخص کو اس جہان مین واپس آتے ہوئے نہیں دیکھا۔ مثلاً بڑے بڑے عالم اور فاضل مرجاتے ہین۔ تو انہون نے واپس آکر کبھی نہیں بتلایا کہ مین نے پچھلے جنم مین فلان علم حاصل کیا تھا۔ ہزارون جنم پائے اور علم و عمل حاصل کرتا رہا۔ مگر جب واپس آیا وہ پہلے علم و عمل ضائع ہوتے رہے۔ جسطرح وہ واپس آتے سب علوم بھلا دیتا ہے بلکہ پہلا بیان کا پہلا آنا ہی اسکو یاد نہین رہتا تو وہ وہان کرایا و رکھیگا اور نجات کسطرح حاصل کریگا جو لوگ تناسخ کے قائل ہین وہ کہتے ہین کہ مکتی گیان سے ہوگی مگر کروڑ دفعہ کے جنم سے ایک حرف تک ان کو یاد نہین رہتا اور جب آتا ہے خالی ہاتھ ہی آتا ہے کچھ بھی تو ساتھ لاوے۔ اگر کچھ بھی ساتھ نہین لاتا تو گیان کیا ہوا۔ غرض جسطرح ہم دیکھتے ہین کہ ایک شخص کے ہاتھ پاؤن سرد ہوگئے ہین دم بند ہوگیا ہے آنکھین پتھرا گئی ہین اور روح رخصت ہوگیا ہے اسیطرح تم اس کے واپس آنیکا ثبوت پیش کرو تو ہم مان لیتے ہین۔ واپس آنیکا ثبوت تو یہی تھا کہ اپنے کسی گیان کو ساتھ لے آتا۔ مگر یہ بیہودہ خیال ہے کہ وہ کسی گیان کو ساتھ لاوے۔ پس بغیر ثبوت کے ہم کیسے مان سکتے ہین۔ بڑا مولوی اور بڑا پنڈت بن کر اس جگہ سے رخصت ہوا تھا واپس آنکر کچھ بھی یاد نہین۔ جب وہان جاکر سب کچھ بھول آتا ہی تو کسطرح معلوم ہو کہ یہ دوسرا جنم لیکر آیا ہے اگر صرف اس کمی بیشی کو پورا کرنیکے واسطے جنم مانتا ہے تو ہم یون کیون نہ مان لین کہ جسطرح یہان تکلیف اٹھاتا ہے اوسیطرح وہ خدا تعالیٰ اس کو اعلیٰ سے اعلیٰ بدلہ عطا نہین کر سکتا مثلاً دیانند مرگیا ہے آجاوے تو ہم اس کو اسطرح شناخت کر سکین گے کہ پہلا رتبہ پر کاش یا پیدا کا کچھ حصہ ہمین پڑھکر سنا دیوے۔ پڑھا ہوا آدمی اگر بھینس کی شکل مین بھی آجاوے تو چاہیے کہ وہ بھینس بھی طوطے کیطرح بولے۔ ہان صوفیون نے بھی یہ لکھا ہے۔

ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام
ہفتصد ہفتاد قالب دیدہ ام

مگر اس سے کچھ اور مطلب ہین یعنے جب انسان خدا تعالیٰ کی طرف ترقی کرنے لگتا ہے تو پہلے اس کی حالت بہت ابتر ہوتی ہے جسطرح ایک بچہ آج پیدا ہوا ہے تو اوسمین صرف دودھ چوسنے ہی کی طاقت ہوتی ہے اور کچھ نہین۔ پھر جب غذا کھانے لگتا ہے تو آہستہ آہستہ۔ غصہ۔ کینہ۔ خود پسندی۔ نخوت۔ علیٰ ہذا القیاس سب باتین اسمین ترقی کرتی جاتی ہین اور دن بدن جون جون اسکی غذا اسیت بڑھتی جاتی ہے شہوات اور طرح طرح کے اخلاق ردیہ اور اخلاق فاضلہ نشو و نما کرتے جاتے ہین اور اسیطرح ایک وقت پہنچنے پر سب کمال انسانی پر جا پہنچتا ہے اور یہی اوس کے جسمانی جنم ہوتے ہین۔ یعنے کبھی کتے کبھی سور کبھی بندر کبھی گائے کبھی شیر وغیرہ جانورون کے اخلاق اور صفات اپنے اندر پیدا کرتا جاتا ہے۔ گویا کل مخلوقات الارض کی خاصیت اوس کے اندر ہوتی جاتی ہے اسیطرح جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ سالک کا راستہ جائیگا تو یہ ساری خاصیتین اس کو طے کرنی پڑینگی اور یہی تناسخ اصفیا نے مانا ہے اور اس کا اسلام اور اون کا قرآن بھی اقراری ہے۔ غالباً یہی تناسخ ہنود مین بھی تھا مگر بے علمی سے دھوکہ لگ گیا اور سمجھ الٹی ہوگئی۔

مگر دنیا مین جس بات کو کوئی شخص مان بیٹھا ہو وہ اس کو چھوڑ نہین سکتا ورنہ یہ ہونا چاہیئے تھا کہ وہ اسکی کو دریافت کرکے نادرست کو چھوڑ دیتے۔ مگر یہان ضد، تعصب اور ہٹ دہرمی ماننے نہین دیتی۔

مکھیان شہد بناتین۔ ریشم کا کیڑا ریشم بناتا۔ موتی کا کیڑا موتی بناتا۔ بیل گھوڑے گائے جونک وغیرہ ہر ایک چیز انسان کیواسطے فائدہ مند ہے اگر سب چیزین اتفاقی ہین اور خدا تعالیٰ نے حکمت سے پیدا نہین کین تو پھر ایک وقت پر اپنا جنم پورا کرکے کل گائین۔ کل مکھیان۔ کل گھوڑے وغیرہ سب جانور انسان بن جانے چاہئین۔ تو پھر یہ چیزین اور نعمتین ایک وقت آنے پر دنیا سے نابود ہوجانی چاہئین۔ مگر جب تک انسان موجود ہے ان چیزون کی اشد ضرورت ہے۔ پانی اور ہوا مین بھی کیڑے ہین پھلون اور اناجون مین بھی کیڑے ہین جنکے بغیر انسان کبھی زندہ نہین رہ سکتا۔ پس یا تو تناسخ مانو۔ یا خدا کی حکمت مانو۔ مگر چونکہ انسان کا ان چیزون کے سوائے گذارہ ہرگز نہین ہوسکتا ہے معلوم ہوا کہ یہ ساری پیدائش حکمت الٰہی پر مبنی ہے۔ والسلام۔

اطلاع ضروری

مقدمات کی تاریخین آجکل کچھ اس انداز سے پڑتی ہین کہ گورداسپور کا قیام دن بدن بڑھتا جاتا ہے اگرچہ جناب مجسٹریٹ صاحب بہادر جنکی عدالت مین مقدمات دائر ہین بجائے خود بہت کوشش کرتے ہین کہ جسقدر جلد ممکن ہو مقدمات ختم ہو جائین کیونکہ بہت پرانے ہوچکے ہین اور اسحالت مین وہ تاریخون کے مقرر کرنے مین بہت بڑی احتیاط فرماتے ہین لیکن چونکہ آپ افسر خزانہ بھی ہین اور خزانہ کا کام بہت کثرت سے رہتا ہے۔ بعض ایام مین بجز التوائے تاریخ دوسرا کام ہمارے مقدمات کا نہین ہوسکتا۔ اگرچہ یہ ہیچمرز عموماً کام ۲ ساڑھے دن گورداسپور کے احاطہ کچہری مین بیکار اور منتظر آواز بیٹھے رہنا پڑتا ہے لیکن اس انتظار کی حالت مین اخبار کیلئے مضمون لکھنا یا کوئی اور کام کرنا قریباً مشکل ہے اسی قسم کی وجوہات ہین جو اخبار کے بدیر شائع ہونے کا موجب ہورہے ہین۔ آج کا اخبار ۲۴ر جون اور ۱۷ر جولائی سنہ ۱۹۰۴ء کے دو نمبرون کے قائمقام شائع ہوتا ہے۔ یہ ساری فرو گذاشتین ناظرین کی نیاض نظر سے کیا اپیل کر رہی ہین اور ہم مجبور ہین الحمدللہ۔

سکہ کی ابتدا اسلام مین

دنیا مین وہ کون ہے جو ابیض غزالی کی نازآفرین اداؤن کا دل سے والہ و شیدا یا اس کی قدر و قیمت سے واقف نہین ہے لیکن ایسے بہت کم لوگ ہین جو اسکی ابتدا اُسکی ترقی اور اس کے حالت موجودہ پر اُسکی تاریخ سے واقف ہون جسطرح یہ کہ سکہ کی ابتدا قدیم سلطنت لیڈیا مین جہان کے دولت مند بادشاہ قارون کا نام ابیض غزالی کے عشق کے لحاظ سے آجتک ضرب المثل ہے ہوئی اور پھر یونانیون اور رومیون مین بتدریج ترقی پاکر تمام عالم مین پھیل گیا اور اس پر بحث کرنا ایک طول امل ہے کیونکہ اس وقت ہم صرف اسلامی سکہ کی ابتدا پر بحث کرنا چاہتے ہین ابتدا مین جبکہ جماعت انسانی کی ضرورتین محدود ہوتی ہین تبادلہ سے کام چل جاتا ہے۔ لیکن جب ترقی تمدن کے ساتھ مختلف افراد کی ضرورتون مین مختلف طور پر ترقی ہوتی ہے تو کسی ایسی چیز کی ضرورت پیدا ہوتی ہے جو سب اشیاء کی خرید و فروخت کے لئے ذریعہ تبادلہ بن سکے اور چونکہ ایسی شے کے مقبول عام ہونے کے لئے علاوہ دوسری صفات کے ضرور ہے کہ (۱) کمیاب ہو (۲) بدقت حاصل ہو سکتی ہو (۳) وزن کے اعتبار سے جسامت مین کم ہو۔ (۴) بطور خود بھی اُس کی قدر و قیمت ہو (۵) سخت ہو۔ اس وجہ سے قدیم سے دنیا نے بالاتفاق فیصلہ کر دیا ہے کہ جیسی قابلیت چاندی اور سونے مین ذریعہ تبادلہ بننے کی ہے ویسی کسی دوسری شے مین نہین ہے پس اسی وجہ سے یہ قیمتی دھاتین عام اشیاء کی خرید و فروخت مین استعمال ہونے لگین۔ لیکن جب تجربہ سے ثابت ہوا کہ حرص و طمع ایسی چیز ہے کہ انسان کو دغا و فریب کی طرف مائل کرتی ہے اور رفتہ رفتہ ان دھاتون تک بھی اس کا سلسلہ پہونچا تو کسی ایسی معیار کی ضرورت داعی ہوئی جس سے باسانی خالص و قلب مین تمیز ہو سکے اور چونکہ صنعت و حرفت اور تجارت و سلطنت سب کے کاروبار کے لئے کسی عام ذریعہ تبادلہ کی ضرورت تھی اس لئے سلطنت ہی نے اس کا اہتمام اپنے ہاتھ مین لیا اور ان دھاتون کے مختلف ٹکڑون کو اپنی خاص علامت ثبت و منقوش کر کے جاری کیا تاکہ ہر شخص کھرے کھوٹے مین تمیز کر سکے یہی ابتدا سکہ کے چلن کی ہے۔ عرب مین قدیم زمانہ مین کوئی ملکی سکہ رائج نہ تھا۔ بلکہ جس جس حصہ ملک پر جس سلطنت کا اثر تھا یا تجارتی تعلقات تھے اُسی کا سکہ وہان رائج تھا۔ جنوبی عرب مین جہان قدیم سے یمنی تمدن پھیلا ہوا تھا حمیری سکے

رائج تھے اور وسط عرب مین جو سلطنت ایران کے زیر اثر تھا ساسانی سکون کا رواج تھا۔ اور شمال مین جہان رومی سلطنت کا سایہ پڑا تھا وہی درہم و دینار عام طور پر مروج تھے۔ جب ہمارے ہادی برحق نے جزیرہ نمائے عرب مین کلمۃ الحق کا اعلان کر کے اسلام کی تبلیغ کی تو جس زمانہ تک کہ اسلام کے بیرونی تعلقات قائم نہ ہوئے تھے وہی قدیم سکے رائج رہے لیکن جب نور اسلام نے دوسرے ممالک کو روشن کیا اور جدید تمدنی ضرورتون اور تجارتی وسعت کے لحاظ سے یہ دیسی سکون کی اندا جو قدیم زمانہ مین اہل عرب کی محدود ضرورتون کیلئے کافی تھی ناکافی ثابت ہوئی تو جس طرح بہت دوسرے مفید انتظامات کی بنیاد امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک زمانہ مین پڑی تھی۔ اسطرح سکہ کو بھی پہلی دفعہ ممالک اسلامیہ مین ضرب ہونے کی عزت اسی متبرک عہد مین ۱۸ھ مین حاصل ہوئی لیکن چونکہ طبیعت انسانی کا خاصہ ہے کہ جن اشیاء سے مانوس ہو جاتی ہے اُس کو بہت ہی مشکل سے ترک کرتی ہے اور گو سمجھدار لوگ علم و عقل کے رو سے خاصہ طبیعت کو روک بھی لیتے ہین مگر جاہل و نادان لوگ تو اس کے ہاتھ مین بالکل بے بس ہوتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ سکہ ایسی چیز ہے جس کو جاہلون اور عالمون دونون بلکہ جاہلون سے بیشتر اور عالمون سے کمتر سابقہ پڑتا ہے اس لئے اس کا بدلنا کچھ آسان کام نہیں ہے اور اگر ایسا قصد بھی کرتے ہین تو بہت ہی بتدریج اور آہستہ حصول مرام کی طرف قدم بڑھاتے ہین۔ اسکے علاوہ یہ بھی بڑی وقت تھی کہ صرف مسلمانون ہی مین لین دین محدود نہ تھا۔ بلکہ تجارتی کاروبار کی ضرورتون نے دوسری قومون سے تعلقات قائم رکھنے پر بھی مجبور کیا تھا۔ اور اس لئے خالص اسلامی سکہ کی اجرا کے لئے استحکام سلطنت مقدم تھا یہی وجہ تھی کہ ابتدا مین سکہ جب ضرب کیا گیا ہے تو نہ اس کا نام یا وزن بدلا گیا اور نہ صورت و ہیئت چنانچہ جو سکے[1] حضرت عمرؓ کے زمانہ مین مضروب ہوئے تھے وہ درہم و دینار رومی لفظ دینار ڈینیرس اور درہم لفظ ڈریخم اور فلس لفظ فالس سے نکلا ہے اور اسطرح ہیئت کے اعتبار سے رومی اور ایرانی ٹھپہ قائم رکھے گئے صرف اُن پر نام یا کوئی برکت کا کلمہ عربی زبان کا بڑھا دیا گیا تھا۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ کا کوئی سکہ ہماری نظر سے نہین گذرا لیکن ایڈورڈ ٹامس نے جن ساسانی سکون کی تصویرین دی ہین اُن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا مین نام بھی عربی زبان مین نہین لکھے تھے بلکہ بنانے والے اور دار الضرب کا نام بھی دری زبان مین لکھا جاتا تھا۔ اور اُن پر ایک طرف خسرو پرویز کی صورت اور دوسری طرف آتش قربان گاہ اور دو موبدون کی تصویر بنائی جاتی تھی۔ سب سے زیادہ اس

قسم کے سکے زیادہ ابن امیہ کے زمانے کے پائے گئے ہین کیونکہ وہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے بصرہ کا گورنر تھا۔ اس کے بعد جب عبداللہ ابن زبیر کا زمانہ آیا تو انہون نے اس وجہ سے کہ اکثر مختلف قیمتون اور عیار کے سکے رائج تھے اور ان کی وجہ سے عام طور پر کاروبار مین نہایت خرابی پڑتی تھی اس طرف توجہ فرمائی اور ان کے بھائی مصعب بن زبیر کے حکم سے دارث ابن عبداللہ ابن ربیعہ المخزومی نے ۷۰ھ مین سکے بنانے شروع کئے۔ مگر یہ سکے بھی بالکل ایرانی وضع کے تھے۔ صرف اتنا فرق تھا کہ ایک طرف الفاظ "برکت اللہ" اور دوسری طرف "اللہ" اور بڑھا دیئے جاتے تھے لیکن چونکہ عبداللہ ابن زبیر کا زمانہ خلافت بہت چندروزہ تھا۔ اور یوسف بن حجاج کے ظالم گرقوی ہاتھون نے بہت ہی جلد اس کا خاتمہ کر دیا اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے زمانہ کے سکے زیادہ عرصہ تک مروج نہین رہے۔ ابتدا مین ایرانی طرز کے سکون کے مضروب ہونے کی یہ وجہ تھی کہ دار الضرب قسطنطنیہ تو جاری تھی اس لئے ممالک شام وغیرہ مین سکون کی کمی ہوتی تھی۔ تو وہان سے پوری ہو جاتی تھی۔ مگر برخلاف اس کے دار الضرب ایران سلطنت کی تباہی کی وجہ سے بند ہو گئی تھی اور اس لئے وہان سلطنت اسلامیہ ہی کو جدید سکے بنانے پڑے غرضیکہ عبداللہ بن زبیر کے زمانہ تک سکون کی وہی قدیم شان قائم رہی۔ لیکن جب خلیفہ عبدالملک بن مروان نے یوسف بن حجاج کی سختی اور تدبیر ملکی کی بدولت ممالک اسلامیہ کو اندرونی بغاوتون اور قضیون سے پاک کیا تو خلافت اسلامیہ کی سطوت و جبروت مین یہانتک ترقی ہوئی کہ اُس نے قرابین کی پیشانی سے تثلیثی طغرا کو نکالکر توحیدی طغرا قائم کیا۔ اس پر جسٹی نین دوم قیصر روم کی رسم قدیم کے پیراختیار کئے جانے سے مایوس ہو کر یہ دھمکی دی کہ مین اپنے سکہ مین نعوذ باللہ تمہارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام کو ساتھ ایسے منقوش کراؤنگا جو تم کو نہایت ناگوار گذرینگے اور چونکہ ہمارا سکہ عالمگیر ہے اس لئے ساری دنیائے اسلام مین باسانی پھیل جائیگا یا یہ ہو جیسا کہ ابن خلدون نے بیان کیا ہے کہ قیصر روم نے ان خطوط کی پیشانی پر جو اس کے پاس خلیفہ اسلام کے یہان سے آتے تھے قل ہو اللہ احد اور آنحضرت صلعم کا نام نامی لکھکر پیچ و تاب کھایا اور ایسی دھمکی دی۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب سلطنت بنی امیہ دمشق مین قائم ہوئی تو انہون نے رومیون کے تثلیثی طغرا اور طرازکو محض علامات حکومت و سلطنت سمجھکر اختیار کر لیا اور گو بعد مین اُس کے معنی سمجھ بھی گئے۔ لیکن چونکہ اندرونی بغاوتون اور آئے دن کے فسادون کیوجہ سے اتنی قوت نہ تھی کہ رومی غیظ و غضب کا مقابلہ کر سکتی اس لئے انہون نے انکو نہین بدلا لیکن جب عبدالملک کے زمانہ مین سلطنت کی بنیاد قوی ہوئی تو اس نے

پہلی ہی مرتبہ اس غلط طریق کو بدلا یہ جو قیصر روم کو نہایت ناگوار گذرا لیکن جو ملک اسکی رعایا کی منصفانہ بغاوت نے جیسا گبن نے لکھا ہے جلد اس کا خاتمہ کر دیا اس لئے اُس سے کوئی بد نتیجہ پیدا نہین ہوا۔ اصل وجہ یہ ہے کہ اگر قیصر روم دھمکی نہ بھی دیتا تو تبدیلی ضرور مین خود اس امر کی کہ زمین کہ ممالک اسلامیہ مین سکہ بنایا جاوے کیونکہ اس زمانہ مین ممالک محروسہ کے حدود ایک طرف تو سرحد چین سے ملے ہوئے تھے اور دوسری طرف خلیج سکے سے ٹکر کھاتے تھے پس گویا قیصر روم کا دھمکی دینا بارود مین شتابہ ہو گیا اور عبدالملک بن مروان نے خالد بن یزید بن معاویہ کی صلاح و مشورہ سے جن کو بوجہ علم و فضل اور دانش و فرہنگ کے حکیم بنی امیہ کا معزز خطاب دیا گیا ہے ۷۴ھ مین اسلامی سکہ بنانا شروع کیا مختلف تاریخون کے دیکھنے سے ایک عجیب اختلاف معلوم ہوتا ہے کیونکہ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ ۷۴ھ مین سکہ ضرب ہوا اور اکثر کا اس پر اتفاق ہے۔ جیسا کہ ہم نے بھی لکھا ہے کہ ۷۶ھ مین سکہ کا رواج ہوا لیکن اگر خود سکون کو علامہ مقریزی کی بیان سے مقابلہ کر کے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا مین جو سکہ عبدالملک نے بنوایا تھا اس مین بڑی حد تک رومی شان قائم رکھی گئی تھی یعنی اس مین عبدالملک نے خود اپنی تصویر بنائی تھی جسکی کمر سے تلوار لٹکتی تھی۔ اب ہم چند قدیمی سکون کی تفصیل بتاتے ہین۔

(۱) طرف اول۔ رومی طرز کی صورت سر پر تاج اس پر صلیب سیدھی ہاتھ مین ایک کرہ اُس پر اور اُسکی داہنی طرف لفظ "حمص" عربی خط مین اور بائین طرف یونانی لفظ (EMECHC) عمدہ + طرف ثانی۔ حرف (M) اُس پر ایک ستارہ اور دو دائرہ اور حاشیہ پر یونانی (KAΘOΛIKH) اور اس کے نیچے عربی لفظ "طیب"۔

(۲) طرف اول۔ رومی طرز کی صورت جسم سیدھا کھڑا اور پر کوا و بنا ہوا پر چادر لئے ہوئے دوسرے ہاتھ مین ایک کرہ جس پر صلیب چڑھی ہوئی بائین طرف "بسم اللہ" سیدھی طرف م ۔ ن ۔ طرف ثانی (M) اس پر صلیب حاشیہ مین (...) اس کے نیچے "طیب"

(۳) طرف اول دو قد آدم صورتین ہر ایک کی ہاتھ مین عصائے شاہی جس پر صلیب لگی ہوئی اور اُن صورتون کے بیچ مین "محمد رسول اللہ" اور حاشیہ پر "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ"

(۴) طرف اول قد آدم صورت بال بڑی بڑی اور ایک طرف کمر سے تلوار لٹکتی ہوئی حاشیہ پر "محمد رسول اللہ" طرف ثانی (M) حاشیہ پر "ایلیا فلسطین"

(۵) طرف اول صورت نصف جسم چہرہ سامنے اور بال لمبے حاشیہ پر "لا الہ الا اللہ" طرف ثانی شاہی

(۶) طرف اول کھڑی صورت جو غضب بھرے ہاتھ سینہ تک اٹھا ہوا اس ہاتھ مین تلوار کا قبضہ کمر سے لٹکتی ہوئی اور حاشیہ پر خط کوفی مین "لعبد اللہ عبد الملک امیر المومنین"۔ طرف ثانی ایک ستون

ہ صلیب جس کا سرا چار سیڑھیون پر قائم ہے اُس کی سیدھی طرف "یقعدین" اور الٹی طرف "واف" حاشیہ پر "لا الہ الا اللہ وحدہ محمد رسول اللہ" (۷) دینار طلائی۔ طرف اول وسط مین "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ" حاشیہ پر محمد رسول اللہ ...

[1] المقریزی

عیسائیوں کی دوزخ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

دوزخ سے اس نجد تزاعظم تک ایک پل بنا ہوا ہے جس میں فن عمارت کی عمدگی ختم ہو گئی ہے۔ ان کے علاوہ ملٹن نے دوزخ کی تکالیف کا جو بیان کیا ہے وہ ایک اعلیٰ درجہ کا شاعرانہ ہے۔ اس نے برنسبت اپنے پیشوایان دین کے دوزخیوں کو زیادہ تکلیف نہیں دی۔

ڈرین کہتا ہے کہ دوزخی ایک پنجرے میں بند کیا جائیگا اور پھر اس پنجرے میں آگ لگا دی جائیگی اور وہ ہمیشہ تک جلتی رہیگی۔ پھر اسی پنجرے میں اس کے ساتھ جھوٹے جانور جانے گے۔ جو وقتاً اس پر ہر وقت حملہ کرتے رہینگے ان کیڑوں کی صورت نہایت ہولناک ہوگی۔ ان کا جسم سانپوں کا سا اور ان کے بازو بڑے جاوڑ رکھے ہوں گے جن کا دھڑ سانپ کا اور دل شیر کا ہوتا ہے اور اس کا دھڑ بھی اسی قسم کے جانوروں کا ہوگا اس کے کاٹنے کے نشان بالکل عیاں ہوں گے۔ یہ کتاب جس میں دوزخیوں کی تکالیف کا بالتفصیل ذکر ہے ۱۸۳۵ء عیسوی چھپی تھی اس کے دیباچہ میں مصنف کہتا ہے کیا تمہیں خیال ہے کہ میں نے دوزخ کی تکالیف کے بارے میں مبالغہ نہیں کیا بلکہ میں نے پورا حصہ بھی ادا نہیں کیا۔ اس کتاب میں تصاویر بھی بنائی گئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخیوں کو کیونکر تکلیفیں پہنچائی جائیں گی۔ کسی دوزخی کے جسم میں آگ لگی ہوئی ہے اور کسی سانپ لپٹ رہے ہیں کسی پر فولاد کی آگ کے گرز پڑ رہے ہیں۔ اس کتاب میں علیحدہ علیحدہ باب ہیں اور ان میں خاص خاص تکالیف کا بیان ہے ایک باب میں صرف تکالیف کی تعداد اور جہنمیوں کے رہنے کے کمروں کا ذکر ہے۔ جنہیں ظالم کنجوس زانی فراڈ اور باغی عورتیں رکھی جائیں گی جب یا لوگوں کا نتیجہ ہے کہ بے ایمان دوزخی ہونے کی نشانی ہے۔

"بلیس دن کا بیان ہے کہ مجھے خواب میں ایک فرشتہ دوزخ کی سیر کرانے لے گیا جہاں میں نے دیکھا کہ آتش کا ایک سیلاب آ رہا ہے اور جتنی تکالیف کہ بہت فکر کے بعد انسان کے خیال میں آ سکتی ہیں سب کی سب کو وہاں تعمیل ہو گئی ہے۔

جو نا تھن ایڈ وڈس کا بیان ہے کہ دوزخی جب ایک نا قدیر ہو دوزخ میں گر کر دیکھیں گے یعنی سو دو نو مانند جس میں چاند سورج اور تمام سیارے ستارے اور ستاروں کی طرح ختم ہو جائیں اور وہ آہ و زاری کرنے لگیں گے کہ اب ہمیں دوزخ سے نجات دی جائے تو انہیں یہ جواب ملیگا کہ تمہیں کوئی امید نجات کی نہ کرنی چاہیئے تمہیں ہرگز ایک لمحہ کا بھی آرام نہ دیا جائیگا۔ اور جب تم ایسے زمانہ ہزار ہا طے کر لوگے تو اس وقت تمہیں معلوم ہوگا کہ جتنی تکالیف تمہارے لئے خاص کی گئی ہیں ان کا ایک لاکھواں حصہ بھی تم نے پورا نہیں کیا اب بھی رہنا ہے وہی درد ہے جو ملا تھا اور وہی نالے ہیں جو کرتا ہے۔ تمہارے اجسام جو کروڑ ہا برس سے جل رہے ہوں گے اب بھی اسی طرح تازہ رہینگے اور تمہیں غیر فانی عرصہ تک ان ہی اجسام پر یہ برداشت کرنا پڑینگی۔

ایک اور پیشوا نے دوزخیوں کا قول ہے کہ ماں باپ اپنے بچوں کو ایک تکلیف میں دیکھیں گے بچے اپنے ماں باپ کو جان کنی میں نظر کرینگے۔ یہ بیان ہے خاوند والی کو دیکھیں گی اور خاوند اپنی بیوی کو نظر حسرت سے ملاحظہ کرینگے۔ مگر ایک دوسرے کے درد کا کوئی علاج نہ کرسکے گا۔

ایچ گلیسنل اپنی کتاب کو اس بیان سے شروع کرتا ہے۔ تمام ایسی چیزیں وسط میں رکھی جاتی ہیں۔ بیج سیوے کے بیچ میں ہوتا ہے جو شاید سب سے زیادہ بنسبت تنگ راستہ کے زیادہ آسان ہے۔ فلسفی۔ امراء۔ سلطنت۔ شاعر۔ مورخ۔ مصور۔ ریاضی دان۔ بہادر۔ حسین مستورات۔ سب دوزخ میں جائینگے۔

عیسائیوں کی دوزخ

(نمبر ۲)

جانا برینڈ نے کتاب لیس مرٹائرس میں دوزخیوں کی تکالیف کا بیان کیا ہے لیکن اس کا رجحان زیادہ جسمانی تکالیف سے روحانی تکالیف کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ یہ کتاب بہت ضخیم ہے اور اس میں نہایت دلچسپی سے بیان لکھا گیا ہے۔ جسکا چند فقرے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ "شیطان پارہ پارہ ہو کے اپنی بداعمالیوں کی وجہ کے ساتھ دوزخ میں پھینکا جائیگا۔ موت مثل ایک سیاہ داغ کے ظاہر کی جائیگی۔ اور پھر اسے دوزخ کی آگ میں جلایا جائیگا شعلے نازل ہوں گی آگ اس وجہ کو خاک سیاہ کر دیگی اور اس کا نام اور نشان صفحہ ہستی پر باقی نہ چھوڑیگی۔ شیاطین غریبوں کی آہ و زاری پر خندہ کرینگا دوزخ کی عمیق غار کے وسط میں خون اور آنسوؤں کے سمندر کے بیچ ایک سیاہ محل بنا گیا ہے جسمیں دائمی غم خوار کی افتیں برابر میں ہیں ایک خشک درخت اس کی دیواروں پر لٹکا ہوا ہے جس پر مزید کا پھر بیمار بائی روشنی کے ساتھ اثر ستارہ رہتا ہے۔

پولاس اپنی کتاب کورس آف ٹائم میں یہ تحریر کرتا ہے کہ دوزخ کی دیوار آہنی بلندی کو امید جدو جہد کے نقطہ اس پر نہیں جا سکتی ممکن صورتوں کا نشان دوزخ کی آگ میں ملیگا۔ وہ کیڑے ہونگے جنکی خوراک انسان کے دل ہیں اور جو کبھی نہ مرینگے۔ اس کتاب میں بھی تصویریں بنائی گئی ہیں اور دکھایا ہے کہ کیڑے کیونکر دوزخیوں کو دل کھا رہے ہیں اور وہ اس درد سے کیونکر تڑپ رہے ہیں۔

وی اے تھشیڈ اپنی کتاب بریو افریالیڈی میں جو ۱۸۹۶ء میں طبع ہوئی تھی لکھتا ہے کہ اگر حق پوچھو تو یہ کہ ان بچوں کی روح میں پھندا پڑ ہوگا اور شمس تکرتے جلتی ہوئی چاندی کے ان کی ہتھیلیوں پر رکھی جائیں گی اور جب وہ انہیں مشکل سے سنبھالیں گے تو سمجھ کے اچھل کر ان کی ہتھیلیوں پر آ پڑینگے ہم پر یہ بیانیاں ڈالی گئی اور یہ عجیب چیز ہے کہ بڑے بڑے پادریوں اور بطریقوں کے نالہ و بکا کی آوازیں بلند ہونے لگی۔ وہ خود دریافت کرینگے کہ یہ دوزخ تو کتنی دور ہے اور جو عجیب عذاب کی عجیب و غریب باتیں تیری نسبت بیان کی گئی تھیں ان میں سے ایک بھی غلط نہیں نکلی۔

اس کتاب میں آگے چل کے یہ بیان ہوا ہے دوزخ میں گرجے بنے ہوئے ہیں۔ پادری وعظ کہنے والے ہوں گے۔ شیر خوار نابالغ بچے دوزخ میں ہیں دوزخ میں تھیٹر بھی بنا ہوا ناچ گھر بھی ہیں۔ کمروں میں میزوں پر طرح طرح کا مال بھی سجے ہوئے ہیں۔ شراب خانہ بھی بنے ہوئے ہیں۔ شرابخانہ ہونے کی یہ وجہ ہے کہ جو عرضیاں دوزخی روانہ کریں یا عذاب کی نسبت باہم خط و کتابت کرنا چاہیں وہ پہنچ سکیں۔

پادری ریورنڈ جے فرنس نے ایک کتاب بی سائٹ آف ہیل نامی تصنیف کی ہے جس کے دیباچہ میں وہ یہ لکھتے ہیں کہ میں نے بچوں کے بارے میں تحریر کی ہے اس کتاب میں سخت دردناک اور دوزخ کے خوفناک عذابوں کا ذکر ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں "سولہ برس کی لڑکی جلتے ہوئے روشن صحن پر برہنہ پا پھرائی جائیگی اور ایک لڑکے کے گلے میں آگ کے جلتے ہوئے شعلوں کا طوق ڈالا جائیگا اور ایک شیر خوار بچہ آتشیں تنور میں سخت دردناک ہو کر تڑپتا اور غل مچاتا نظر آئیگا۔"

سنیڈ برنر کا بیان ہے کہ آفتاب بھی دوزخ ہے اور کل دوزخی مرنے کے بعد کرہ آفتاب میں جل جاتے ہیں جو کتاب اس شخص نے دوزخ کے بیان میں تصنیف کی ہے اسکا نام ٹریولس اِن ہیل ہے ایک بہت بڑی کتاب ہے اور اس میں نہایت دلچسپ طریقہ سے حالات دوزخ بیان کئے ہیں چنانچہ دوزخ کی شکل اور صورت کی نسبت یہ تحریر ہوا ہے کہ ہشت پہلو مربع گول مثلث ظاہر لیکن عام طور پر اس پر اتفاق ہے کہ دوزخ مربع شکل کی ہے گو اس کا رقبہ ٹھیک طور پر نہیں معلوم۔

جب ملکہ الزبتھ مرگئی اور جیمس اول تخت نشین ہوا تو ایک آئرش پادری نے جس کا نام سلیڈن تھا گرجا میں جا کے یہ وعظ کہا۔ شاید تم دریافت کرو کہ یہ باتیں کس نے بیان کیں تو تم سمجھو گے اس قسم کے سوال اور ایسی باتیں کر جا میں کرنی نہ چاہیئے نہیں میں جو ہم بیان کریں اسکو حق سمجھو اور یہ نہ دریافت کرو کہ یہ باتیں ہمیں کہاں سے معلوم ہوئی ہیں سب کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان آزمائش میں ضرور پڑیگا اور ہم نہیں خیال کرسکتے کہ اسکی کیا کیفیت ہوگی چونکہ زیادہ مخلوق یقیناً دوزخ میں جاویگی۔ تمام بڑے مصنفوں اور فلاسفہ کیلئے دوزخ کے سخت ترین طبقے تیار کئے گئے ہیں۔ افلاطون۔ ارسطو۔ سقراط۔ براہین۔ ایک بیٹس یہ سب دوزخی ہیں۔ اور دوزخ میں ان کی جگہ تجویز کی گئی ہے۔

غالباً پچاس برس ہوئے ہوں گے کہ ڈاکٹر انیس ایکیا ہر ملک کے پادری نے اس مضمون پر گفتگو کی۔ مایوسانہ حالت "ایک وعظ کہا اور انہوں نے بیان کیا کہ دہریے کافر ملحد صوفی سب دوزخ میں جائیں گے۔ صرف اہل تثلیث کیلئے جنت بنی ہے۔ ڈاکٹر برڈکس کہتا ہے کہ جہنمی وہ ہیں جو گناہ کو گناہ نہیں سمجھیں اور بری باتوں کو برا نہ خیال کریں اور اپنی فطرت کی بہت سی باتوں کو نہ مانیں۔

فرمیس لولیو نے ایک دلچسپ کتاب مشرکوں اور بت پرستوں کی آئندہ زندگی پر تحریر کی ہے اسکی اشاعت سترہ صدی کے آغاز میں ہوئی۔ اس کتاب کا نام "دی انی میلبس بیگنے نورم اِن فرنو" ہے۔ اس کتاب میں عالمانہ بحث کی گئی ہے اور بڑے بڑے علماء کے اقوال نقل کئے گئے ہیں اس کی پورے ۹۰۰ صفحے ہیں۔ اس کتاب میں سب سے زیادہ افسوسناک مقام وہ ہے جہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کی نسبت ہرزہ درائی کی گئی ہے۔ چونکہ عیسائیوں کا یہ مقولہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی بی بی کے کہنے سے اخیر زمانہ میں بت پرستی کرنے لگے تھے اس لئے اس مصنف نے انکی بعض پیاری اور خاص بی بیوں کی فہرست دی ہے اور انہیں جہنمی قرار دیا ہے۔

اینٹی بنیٹ نے ایک کتاب صرف آئندہ زندگی پر تحریر کی ہے جس میں اس نے غیشا عورت یسا یکا تھامس کو جہنمی قرار دیا ہے۔

سوئیڈن کی پارک نے بڑی سے بحث کی ہے اور اخیر میں اوس نے پولوس مقدس اور حضرت داؤد علیہ السلام کو جہنمی قرار دیا ہے اور جارج ثانی اور لوئیس چہاردہم کو فرشتوں کے زمرہ میں شامل کر دیا ہے۔

گیرلی اس بیری سٹن سس نے ان شیاطین کو جو دوزخ میں متعین ہوں گے ۴۴۴۳۵۵۶۵ تعداد کا بتایا ہے یہ بھی لکھدیا ہے کہ حسب ضرورت انکو تعداد

مین برابر اضافہ ہوتا جائیگا - ان شیاطین کی خارجی شکلین اور اندرونی حالت بہی مفصل طور پر ظاہر کی گئی ہے - انکے اجسام خالی نہین ہین بلکہ وہ کسیقدر روحانیت رکہتے ہین یا روحانی اجسام کے مشابہ ہین - جان واٹر نے کئی ہزار صفحہ کی کتاب اسی بیان مین لکہی ہے جس مین یہ تحریر کیا ہے کہ دنیا شیاطین کا مسکن ہے وہ لکہتا ہے کہ بیشتر شہزادے شیاطین مین ہین جنکی رعایا کی تعداد چہتر لاکہہ پانچہزار چہبیس ہے - شیاطین کی شکل عام طور پر بکرے کے مشابہ ہے دو سینگ آگے ہوتے ہین اور دو پیچہے مگر وہ مینڈک - مکہی اور بندر کی صورت مین بہی ظاہر ہوتا ہے - لمیک نے شیطان کو مکڑی کی صورت مین دیکہا تہا اس کا یہ بہی بیان ہے کہ شیطان سوائی فاختہ اور بہیڑ کے ہر جانور کی شکل مین حلول کر سکتا ہے افریقہ والون کا شیطان سفید رنگ کا ہوتا ہے اور اہل یورپ کا شیطان سیاہ رنگ کا - بوڑہا شیطان سانپ ہے جس نے حضرت آدم کو بہکا کر جنت سے نکالا تہا اسکی اس دنیا مین حکومت ہے اور وہی اس کا مطلق العنان حکمران ہے ہوا اور تاریکی پر بہی اسی کا قبضہ ہے -

لیوسیفر نے شیطان کی شکل اژدہے کی بتائی ہے اور اس کے سر پر سات تاج - دس سینگ اور بڑی لمبی چوڑی دم بیان کی ہے اس کے دو ماتحت معتمد کام کرنیوالے ہین ایک ان مین سے سمندری عجب ہے جو اپنے آقا سے زیادہ مین تاج مین یہ تیندوے کی صورت مین ظہور کرتا ہے اس کے پیر ریچہہ کے اور دم شیر کی ہوتی ہے - دوسرا معتمد زمین سے - چوپائے کے نام سے مشہور ہے اس کے صرف دو سینگ ہوتے ہین -

اسکے بعد لیوسیفر نے جنات کا بیان کیا ہے اور ان کی تقسیم کرکے لکہتا ہے کہ جنات بہی مین فرشتے بہی ہین اور ایک کو دوسرے پر فضیلت ہے -

اس کے سوا جنات کا ایک گروہ سمندر مین رہتا ہے جو ہمیشہ جہازون کی تباہی کا باعث ہوتا ہے ان ہی جنات مین وہ گروہ بہی ہے جو ہمیشہ لوگون کی بیماری کہڑے - کسی کا مال غائب کر لینے مین لگا رہتا ہے - بعض جنات مین ایسے بہی ہین جو لوگون کو پوشیدہ خزاین کا پتا بتا دیتے ہین -

ڈاکٹر لوئیس ڈی سولن جو ۱۸۹۰ء مین آکسفورڈ یونیورسٹی کا پروفیسر تہا لکہتا ہے کہ مین انجیل مقدس سے ثابت کیا ہے کہ حضرت آدم سے لیکے ہمارے وقت تک ایک لاکہہ مین سے ایک بمشکل دوزخ کے عذاب سے بچا ہوگا - پروفیسر مذکور کا یہ عام اصول ہے کہ کل کا ذب جہنمی مین - کیور یو لکہتا ہے کہ سات اور بارہ برس کی عمر کے بچے جنت مین جائینگے اور باقی سب جہنمی ہین جتنی اس دنیا کی آبادی ہے وہ سب جہنمی ہے -

عام طور پر دوزخ کے چار حصے کئے گئے ہین سب کے نیچے کے حصے مین جنات رکہے جائینگے اور اسی درجہ مین ان جہنمیون کی روح بہی داخل ہوگی جنکے اجسام قیامت کے بعد اس مین ڈالے جاوینگے -

دوزخ کے دوسرے درجہ کو اعراف کہتے ہین جہان آگ ہمیشہ روشن رہتی ہے مگر کبہی کبہی اسکی تپش کم بہی ہو جاتی ہے - تیسرے درجہ مین وہ بچے ہونگے جو بپتسمہ لینے سے پہلے مر گئے ہین - چوتہے درجہ مین بڑی عمر کے لوگ داخل کئے جائینگے -

تیسرے درجہ مین دوزخیون کی اتنی کثرت ہوگی کہ تل رکہنے کو جگہ نہین ملیگی - یہ بیان کیا ہے کہ انسانی آبادی کی ½ کی تعداد ان بچون کی شمار کرنی چاہئے جو بغیر بپتسمہ لئے فوت ہوگئے -

پادریون کا بڑا گروہ اس طرف گیا ہے کہ قوی اور دولتمندون کیلئے نہین بلکہ محض کمزورون اور غربا کیلئے دوزخ بنائی گئی ہے - وہ کہتے ہین کہ بکنا ہی کوئی چیز نہین ہے اور ہم اسکی حقارت کرتے ہین - دوزخ مثل مکڑی کے جالے کے ہے جو بے جرم غریب مکہی کو قید کر لیتا ہے -

کرنیل انگرسول نے جانورون کی کہانیون کی ایک کتاب لکہی ہے جسمین وہ تحریر کرتے ہین - شیر کہتا ہے والدین مین مشکل بقیصور ہون اگر کوئی شخص میرے لئے جرمی کا اسکلر ہو تو اسے کہو سیر لطف قدم بڑہا کر دیکہے - لومڑی کہتی ہے ہم پرندون کو مار کر معافی دیکہتی ہے - بہیڑیا کہتا ہے مین گوالے پر اس لئے حملہ کرتا ہون کہ بہیڑ کو اس کے قبضہ سے نجات دون -

بندر کہتا ہے وہ مین ہی ہون جسکو بشر کہتے ہین ایک دن مین بہت بہوکا تہا ایک بستی مین جا نکلا دہان مین نے چار راہبون کی بہنٹ کیتہا کہا لی -

پہیرو لکہتا ہے اصل مطلب یہ ہے جب تمہین طبیب کسی ایسی چیز کو کہاتے دیکہیگا کہ وہ تمہین جسمانی قوت پہنچانیوالی ہے تو وہ نمک مچادیگا نہ کہاؤ تمہارے لئے یہ زہر ہلاہل ہے جب تمہین خدا نیک اعمال کرتے دیکہتا ہے جو تمہارے روحانی مرض کا باعث ہین وہ کہدیتا ہے کہ تم جہنمی ہو - فقط

یہانتک ہم نے عیسائیون کے پیشواؤن کی کتابون سے دوزخ کا بیان انتخاب کیا ہے جو صدہا برس تک یورپ مین مروج رہین اور اب بہی مذہبی گروہون مین ان کی رہی کیفیت ہے - ان تمام بیانات کو غور سے پڑہ کر تخیل ہی انکو پرکوئی شخص ایک بہیانک نقشہ عذاب دوزخ کا نہین کہینچ سکتا -

جہان شیر خوار بچون کیلئے ایک طبقہ دوزخ تجویز کیا گیا ہے وہان پادریون کی سنگدلی اور بے رحمی کا پورا اندازہ ہو سکتا ہے - ہم اس بات پر زیادہ بحث نہین کرتے صرف اسیقدر لکہدینا کافی ہے کہ جو کچہہ بیان ہوا ہے - اس مین ایک عجیب بات یہ پائی جاتی ہے کہ ہم اسکی کوئی تاویل نہین کر سکتے خاص خاص لوگون کا نام گننا اور موحدین کو دوزخیون مین شمار کرنا ایک ایسا الغواستدلال ہے کہ تعجب کے ساتہہ افسوس ہوتا ہے کہ مذہب مسیحی کی بداخلاقی اور صریح اور علانیہ نیکی سے روگردانی معلوم ہوتی ہے - بہت سے پہلو بحث کے نکلتے ہم نے اپنے ناظرین کیواسطے چہوڑ دیئے ہین تاکہ انہین عیسائیون اور مسلمانون کی دوزخ کا مقابلہ کرنے مین لطف حاصل ہو -

(از رن گزٹ)

ہندوستان کے ڈاکخانجات کی بعض عجیب باتین

صیغہ ڈاکخانجات کی کارروایان ہمیشہ پر از دلچسپی ہوتی ہین - اس مختصر مضمون مین نیچے واقعات اور اعداد و شمار قلمرو ہند کے ڈاکخانجات کی بابت لکہے جاتے ہین - صرف دو صد ڈاک خانون کی کیفیت ہی ظاہر نہین ہوتی بلکہ اس صیغہ کی بعض حیرت انگیز باتین معلوم ہوتی ہین ہندوستان کا ڈاکخانہ تاجرون کیواسطے روپیہ اور خریدار فراہم کرتا ہے زندگی کا بیمہ کرتا ہے کتب مین فروخت کرتا ہے اور بہت سے اور معمولی کام کرتا ہے -

دنیا مین ڈاکخانہ کے سوا کوئی اور دوسری چیز نہین ہے - جس سے تمام لوگون کا تعلق یکسان ہو - ہم غیر ممالک سے تعلقات مین شرح محاصل پر لڑ بیٹہتے ہین - ریاستون سے بہی بارہا جنگ وجدل کی نوبت پہنچتی ہے - تجارت اور بیوپار مین مخاصمت کے لئے ایک سو ایک اسباب موجود ہین - الغرض مذہب مین بہی یہ خوبی نہین ہے کہ جبر سے نزاع اور مخالفت کی برہنہ شمشیر غلاف مین رہے - لیکن ڈاکخانجات مین نقائص مذکورہ بالا مین سے ایک بہی نہین ہے - اور یہی وہ عام تعلق ہے جس نے تمام دنیا مین ایک رشتہ اتحاد قائم کر رکہا ہے - ستر سال سے کم گذرے ہین - اس وقت ہندوستان کے ڈاکخانے تکلیف و دقت کی مجسم شکل تہے - اس صیغہ کے باہمی تعلقات اور اطلاع دہی کا سلسلہ منقطع نظر آرہا تہا مگر آج وہ کیفیت ہے کہ تمام دنیا مین ڈاکخانون کا انتظام ایسی خوبی سے نہین ہے -

جیسا ہندوستان مین ہے - قدیم زمانہ کے انتظام مین ترقی کا بہت کچہہ موقع تہا - چونکہ بمبئی سے اونگمنڈ تک چٹہی کا محصول (اونگمنڈ اس وقت مین دارالخلافہ تہا) تیرہ آنے تہا - اور اونگمنڈ سے بمبئی تک چٹہی پندرہ آنے مین آتی تہی - خود بمبئی احاطہ کے اندر اخبار روانہ کرنے کو چار آنے صرف ہوتے تہے - اور اگر مدراس بہیجنا ہوتا - جو اس وقت ایک گمنام احاطہ تہا - تو اور زائد پانچ آنے لگانے پڑتے تہے - اور آج کل کیا کیفیت ہے ایک زبردست براعظم مین اس سرے سے اس سرے تک برودم رسل رسائل جاری ہے - کروڑہا باشندون کو ہر روز اور ہر گہنٹہ مین ڈاک تقسیم ہوکر ایک دوسرے کے حالات معلوم ہوتے ہین - ایک مقررہ وقفہ کے بعد بیرونی دنیا کی برابر خبر ملتی ہے - اگرچہ اعداد کے زبانی پڑہنے مین صرف ایک خشک کیفیت معلوم ہوتی ہے لیکن وثوق کے ساتہہ کہا جا سکتا ہے کہ ذیل کے واقعات - جو ڈاکخانجات ہند کے گزشتہ سال کی روئداد سے لئے گئے ہین جو ڈائرکٹر جنرل کے ہاتہہ کی لکہی ہوئی ہے بہت عجیب حالات ثابت ہونگے - بادی النظر مین یہ بات پڑہنے سے دل افسردگی ہوگی کہ ہر ایک کہ ہر ایک (۱۲۶) مربع میل مین ایک ڈاکخانہ ہے - لیکن چونکہ ہندوستان ایک وسیع براعظم ہے اور بہت سے مقامات پر شیر - لنگور اور ہاتہی رہتے ہین - تاہم ڈاکخانہ آہستہ آہستہ لیکن رسوخ سے تہذیب کے فوائد پہیلا رہا ہے - اور بارہ ماہ مین جس کی ابتدا روئداد سال گذشتہ سے سمجہنا چاہئے - اس نے اس رتبہ کو چارون طرف کم کرکے تین مربع میل فی ڈاکخانہ کر دیا ہے -

ہندوستان کی آبادی (۲۸۵۲۵۵۰۲) ہے جن مین سے صرف (۱۲۰۴۴۹۳) گذشتہ مردم شماری کی رپورٹ کے بموجب لکہہ پڑہ سکتے ہین کل رقبہ (۱۵۱۲۴۴۹) مربع میل ہے اور کل ڈاک خانجات (۱۱۹۸۶) یعنی (۱۰۰۵) خواندہ اشخاص کیلئے ایک ایک ڈاکخانہ ہے -

اس وسیع رقبہ پر رسل رسائل کا سلسلہ یا تو ریلوے کے ذریعہ جاری ہے - جو (۲۰۸۹۵) میل پر پہیلی ہوئی ہے - یا سٹیمرون کے ذریعہ جن کا گشت (۱۹۱۴۷) میل پر رہتا ہے - یا گہوڑا گاڑیون کے ذریعے سے جنکی آمد ورفت (۵۵۰۲) میل پر ہے یا ہرکارہ اور کشتیون کے ذریعے سے جن کی دوڑ (۸۲۳۴۷) میل پر رہتی ہے - نمونے کے طور پر ایک ہرکارہ کی کیفیت ایک تصویر مین دکہلائی گئی ہے - جیسی اسکی خوبصورت تصویر ہے وہ ویسا ہی وفادار اور معتبر ہے - علاوہ منی آرڈرون کے جن کا حال علیحدہ لکہا جاویگا ہندوستانی ڈاکخانون نے سال بہر مین (۶۷۶۹۱۴۴۲۰) چٹہیان ایجنٹ معرفت پہنچائین اس سے خواندہ آبادی مین فی کس ۲۶ [illegible] سالانہ نکلتا ہے تعلیمی اعتراضات کو تسلیم کر لیا [illegible] ڈاکخانہ کو حاصل ہوگی - جبکہ [illegible] تہذیب پہیلانے والے کارندے اس وسیع مملکت مین تمام گرد و نواح مین افضل ہو سکے جو خط و کتابت کا تباولہ ہوتا ہے - اسکی تعداد ۶۷ لاکہہ ۳۲ ہزار ۹ سو ۶۴ - اور ممالک غیر سے (۲۹۶۰۶۰۶) ہے -

ان خطوط کی ایک بڑی تعداد کلکتہ کے ڈاکخانے کے ہاتہہ مین سے نکل کر روانہ ہوتی ہے وہ شاندار عمارت ہے جسکی خوبصورتی اور عظمت کے آگے سینٹ مارٹن کی گرینڈ کی عمارت ہیچ ہے رنگون علاقہ برہما کا صدر ڈاکخانہ بہت نفیس اور دلفریب عمارت ہے لیکن نمونہ مشرقی طرز کا ہے -

تمام سال مین (۱۰۹۳۷۷۵) چٹہیان مختلف ڈیڈ لیٹر آفسون مین پہنچین جن مین (۸۲۴۵۳۰) کامیابی کے ساتہہ مکتوب الیہم کو پہنچا دی گئین - اور علاوہ (۲۰۱۹۱۸۰۱) فرستندون کو واپس دی گئین - [illegible]

یہ امر دریافت ہوا کہ (۱۰۰۴۰۱) چیزیں بغیر پتہ و نشان لکھے ہوئے ڈاک مین ڈالی گئین جو اخبار ڈیڈ لیٹر آفسون مین کہولی گئین اُن مین سے (۲۸۸۲۰) روپیہ ۵ آنہ ۷ پائی (۱۹۳۴) پونڈ ۵ شلنگ (۱۸۰) فرینک و (۲۳۴) ڈالر کی قیمت کی مالیت برآمد ہوئی۔ ان مین سے بہت سی رقوم صحیح و سالم مالکون کو واپس دیگئین۔ اگرچہ باقی رقوم کے لئے ابتک دعویٰ کرنیوالون کا انتظار رہے۔

روپیہ بھیجنے کا بہت سہل و معقول طریقہ بذریعہ منی آرڈر ہے گذشتہ سال (۵۳۴۵۰۴۴۵۰) روپے اسی طریقہ سے روانہ ہوئے تھے۔ درحالیکہ تار کا منی آرڈر جس مین خرچ زیادہ ہوتا ہے اس کے عوض مین اس سے کاربرآری بھی بہت جلد ہو جاتی ہے۔ تار والے طریقے سے (۱۸۷۸۰۴۱۸) روپیہ روانہ ہوا۔ علاوہ ازین ممالک غیر کو منی آرڈر پونڈ کی رقوم مین روانہ ہوئے اُن کی تعداد سالانہ تمام مین (۴۴۹۴۵۴) پونڈ ۱۷ شلنگ ۳ پنس تھی۔ ہندوستان کی وسیع قلمرو میں ڈاکخانہ کی خدمت ہمیشہ خیریت اور سلامتی سے انجام نہیں پاتی۔ بعض وقت سیلاب ملک کی بڑے بڑے قطعون کو تباہ کر دیتے ہین اور ریلوے لائن جسپر ڈاک جاتی ہے پانی کی طغیانی سے بہ جاتی ہے۔ چنانچہ پچھلے دنون ایک ڈاک گاڑی کو سخت نقصان پہونچا تہا۔

بہت سے لوگون کو یہ بھی معلوم ہے کہ ڈاکخانجات مین بنک کا بیوپار بہی ہوتا ہے۔ جو باشندون کو کفایت شعار بنانے کی غرض سے قایم کیا گیا ہے اگرچہ اس کا اصول یہ ہے کہ غیر سرکاری بنکون سے اس کو رقابت نہین ہے۔ بلکہ روپیہ امانت رکھنے والون کے لئے یہ قید بھی لگی ہوئی ہے کہ دو سو روپے سال سے زیادہ جمع نہ کر سکین تاہم اس مد کا حساب (۱۷۸۵۵۷) روزنامچون سے زیادہ مین درج ہوتا ہے۔ جس سے ایک بڑی رقم (۹۴۲) لاکھ روپے کی ظاہر ہوتی ہے۔ سال گذشتہ مین جمع کرنے والون کو سود مین (۲۷½) لاکھ روپیہ دیا گیا تھا۔

ہندوستان کے ڈاکخانون کی خدمات صرف اسی پر ختم نہین ہوتین۔ اگر یہ تفصیل کیجاوے کہ ڈاک خانے تاجرون کے واسطے اُن کے مال کی قیمت کس طرح وصول کرتے ہین اور پہر اُن کے پاس پہنچا دیتے ہین۔ زمیندار لگان کسطرح دا کرتے ہین۔ گورنمنٹ کی آمدنی اور نمک کے محصول کو جمع کرتے ہین گورنمنٹ کی پنشن تقسیم کرتے ہین۔ کونین فروخت کرتے ہین۔ اور زندگی اور اشیاے مرسلہ کا بیمہ کرتے ہین تو یہ مضمون طویل ہو جاوے۔ ان تمام خدمات کو ہندوستان کے ڈاکخانے ایسی شائستگی اور کامیابی سے انجام دیتے ہین جس کو دیکھکر حیرت ہوتی ہے اور اس تمام کارگزاری اور خوش اسلوبی مین ہندوستان کے ڈاکخانے روز بروز جمہور رعایا کی دل پر اپنا سکہ بٹھلاتے جاتے ہین۔ ہندوستانیون کے نزدیک گورنمنٹ کا کوئی صیغہ ایسا نہین ہے جس کا اعتبار ڈاکخانہ سے زیادہ ہو۔ چونکہ ہندوستانی فطرتاً لکیر کے فقیر ہوتے ہین۔ اور بے اعتباری کی دنیا مین پرورش پاتے مین لہذا اُن کو گورنمنٹ کے قوانین مین شبہ کرنے کے لیے بہت سی وجوہات ہوتی ہین۔ اور اس بارے مین وہ معذور بھی ہین۔ گورنمنٹ کا ملکی انتظام گو اپنی طرز مین کیسا ہی کامل ہو۔ تاہم سرخ کوٹ والا کرکس۔ دست دراز چپڑاسی اور بہولی لومڑیان۔ ذلیل طبیعت۔ حریص۔ دیسی وکیل اپنے داؤ سے کب چوکتے ہین۔ درآنحالیکہ رشوت خوار پولیس کا آہنی پنجہ مجرمون کو فوجداری عدالتون مین خوب ہی دباتا ہے۔ لیکن ڈاکخانہ جس کو مطلق کسی کی پرواہ نہین ہے۔ ایمانداری کا وہ صدر مقام ہے۔ جہان شبہ کو اسطرح گنجایش نہین ہے۔ خواہ کلکتہ کا صدر ڈاکخانہ ہو۔ یا گاؤن کا بے حیثیت ڈاکخانہ ہو۔ دونون جگہ ذلیل سے ذلیل ہندوستانیون پر توجہ کیجاتی ہے۔ اور سادگی اور ایمانداری سے برتاؤ ہوتا ہے۔ روپیہ کے عوض مین جو گاؤن والون کو چہوٹا سا کاغذ کا ٹکڑا ملتا ہے۔ وہ اُس کو لاٹ صاحب کی چٹہی سمجھنے لگتے ہین۔ خواہ کوئی صورت کیون نہ ہو اس چٹہی کا لحاظ ہر حالت مین ہوگا۔ کیونکہ اس کے خیال مین ذیجاہ اور خوش وجاہت ملکہ معظم قیصر ہند اُس کا ساہوکار ہے۔

چین کی حدود مین چہوٹے ڈاک خانون سے رام بخش بلند حوصلہ ہندوستانی جو چین مین زیادہ مزدوری حاصل کرنے کی امید پر چلا گیا ہے کچھ روپیہ جمع کرکے اپنی پردہ نشین ڈرپوک جورو کو روانہ کرتا ہے۔ اور اس کی یہ خواہش ہے کہ یہ روپیہ فی الفور پہنچ جاوے۔ وہ تار کے منی آرڈر کا مطلب سمجھتا ہے اور بلا تامل اسی کا کمیشن ارسال کرتا ہے پس لاٹ صاحب کی چٹہی لیکر اپنے ٹھکانے پر چل دیتا ہے۔ وہ ایک دن کی مزدوری اور کمانے نہیں پاتا کہ ڈاکخانے نے تمام براعظم مین ہوکر اس کے قحط زدہ وطن مین وہ سربستہ الفاظ پہنچا کر نہ صرف اس کی جورو کا دل خوش کر دیا۔ بلکہ تمام محلہ والے خوش ہوگئے۔ اُدہر روپیہ بھیجنے والا ایک دور دراز ملک مین اپنے دل مین اطمینان رکہتا ہے۔ کہ اُس کا محنت کا کمایا ہوا روپیہ محفوظ حالت مین میرے اہل و عیال کو مل جائیگا۔

(روزنانہ پیسہ)

ہم خرما و ہم ثواب

(اخیر جولائی سنہ ۱۹۰۶ء تک)

مطبع کی بعض ذمہ داریون سے مخلصی حاصل کرنے کیلئے یہ تجویز پیش کیگئی ہے کہ دفتر الحکم کی موجودہ کتب ایک خاص رعایت کے ساتھہ اخیر جولائی سنہ ۱۹۰۶ء تک دیجاویں اسلئے اس عرصہ مین جو احباب ان کتابون کو خریدینگے وہ نہ صرف ایک اچہا ذخیرہ کتابون کا جمع کرلینگے بلکہ مطبع کی اعانت کرنیوالے ٹھہرینگے۔ پس ہم عام اعلان کرتے کہ ذیل کی کتابون مین اخیر جولائی سنہ ۱۹۰۶ء تک

ہم ایک چوتھائی قیمت کی رعایت کرینگے جو چاہے فائدہ اٹھائے ۔

نام کتاب	قیمت
ازالہ اوہام ہر دو حصہ	عمہ
آریہ دہرم (رد آریہ)	۴ر
ست بچن {باوا نانک صاحب کے حالات اور دیانند کے اعتراضون کا جواب}	۱۰ر
تقریر نماز پر اور وحدت وجود پر خط	۲ر
حضرت اقدس کی تیس سالہ تاریخ مضامین {الہام۔ تناسخ۔ وید اور قرآن کے مقابلہ پر}	۱۲ر
سراج الدین عیسائی کی چار سوالون کا جواب	۲ر
تفسیر سورہ تبت	۲ر
فیصلہ آسمانی	۱۲ر
تحفۃ المومنین (فتویٰ کفر کا لطیف جواب)	۸ر
فلسفہ اشک	ار
شمس بازغہ (پیر گولڑوی کا رد)	عمہ
سواء السبیل مع ضمیمہ	۱۰ر
روشنیخ و شیعہ (از حکیم الامت)	۲ر
الانذار {جلسہ طاعون کے حالات اور تقریرین}	۴ر
مسلمانونکا خدا اور اسکے حضور مین دعا	ار
برہان الحق (رد نصاریٰ)	۳ر
تفسیر القرآن پارہ اول	عمہ
رپورٹ جلسہ سنہ ۱۸۹۷ء	۴ر
نمونہ قرآن مجید۔ (موافق یسرنا القرآن)	۳ر
فیض احمدی	۔ر
قصیدہ ضوابط الاسرار	۔ر
وفات مسیح پنجابی	۲ر
اصلاح النظر (رد آریہ)	۲ر
دعوۃ الحق نمبر ۱ و ۲	ار
سلک مروارید {عورتون کے لئے اپنی طرز کا پہلا رسالہ}	۴ر
النصح (عیدین کے خواص و نشانات)	۲ر
نور القرآن جلد دوم (عیسائیون کا عجیب فیصلہ)	۴ر
برکات الدعا و اصول التفسیر	۲ر

پورے سیٹ کے خریدار سے صرف چھ روپے علاوہ محصول ڈاک لئے جاوینگے۔

المشتہر

منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

مظلومان پوسٹ آفس

(باہر لنگر وندے تے بھکے مرن فقیر)

اس پنجابی مثل کے معنی یہ ہین کہ باہر تو لنگر تقسیم ہو رہے ہین اور گہر کے بہالی بہوکے مر رہے۔ یہ مثل ڈاکخانہ پر بعینہ صادق آتی ہے۔ اہالیان ڈاکخانہ تمام فوج کی پنشن تقسیم کرتے اور نہ صرف فوج والون کو سہولت اور آرام دیتے ہین بلکہ سرکاری مصارف مین بہت کچھ سہولت کا باعث ہوتے ہین۔ لیکن جب تیس تیس سال کی ملازمت کے بعد وہ خود پنشن پاتے ہین تو انہین خزانہ ضلع کے کلرکون اور چپڑاسیون کی آستانہ بوسی کرنی پڑتی ہے اور بعض اوقات کچہری کے دروازہ پر دہکے کہانے پڑتے ہین۔ جو پنشنران محکمہ ڈاک مقامات صدر ضلع سے فاصلہ پر بود و باش رکہتے ہین انہین صدر تک کے بعد مسافت کی اور اخراجات اور تکالیف علاحدہ اٹہانے پڑتے ہین۔

اظہر من الشمس ہے کہ محکمہ ڈاک کو بخوبی معلوم ہے کہ ملازمان محکمہ ڈاک کو تمام سرکاری ملازمون سے زیادہ محنت کرنی ہوتی ہے جب اور محکمہ جات مین زیادہ سے زیادہ آٹھ گھنٹہ کام ہوتا ہے تو محکمہ ڈاک مین کم سے کم بارہ گھنٹہ کی حاضری ہوتی ہے دوسہرہ دیوالی یا عید بقر عید کبھی انہین نہین ملتی گرمیوں سردیوں مین انہین آرام نہین مل سکتا کیا ڈاکٹر جنرل صاحب ڈاکخانجات کوئی ایسا انتظام نہین کر سکتے کہ پنشنران محکمہ ڈاک کو پوسٹ آفس کے ذریعہ سے پنشن ملا کرے گورنمنٹ کا یا محکمہ ڈاک کا اسمین کوئی ہرج نہین (زمیندار)

مطبع انوار احمدیہ قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا۔